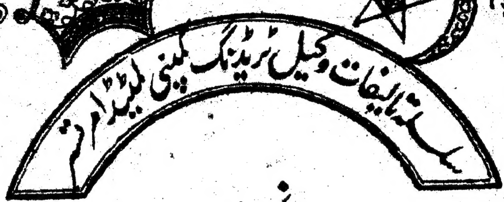



نمبر ۶

# مسلمانوں کی تہذیب

از

نواب محسن الملک مولوی مہدی علی خاں مرحوم

مطبوعہ نولکشور
بار ... ۱۰۰۰

مسلمانوں کی تہذیب



# وکیل ٹریڈنگ کمپنی کی نوطبع و جدید کتب

## الاسلام

جب بچہ اُردو لکھنے پڑھنے پر قادر ہو جائے تو سب سے پہلے جو کتاب اُس کو پڑھانی چاہئے وہ الاسلام ہے۔ یہ اسلام کے عقائد ضروریہ میں ایک نہایت ضروری اور بہترین کتاب ہے ظاہر ہے کہ ہر مسلمان کو اپنے مذہب کے عقائد سے واقف ہونا اور اُن کو خدا اور رسول خدا صلعم کے ارشاد کے مطابق درست رکھنا چاہئے۔ اگر عقائد درست نہیں تو اعمال برباد ہیں۔ یہ کتاب خاص اسی غرض سے تالیف ہوئی ہے اور علمائے کرام نے اُسکو بہت پسند فرمایا ہے بچوں کی سمجھ کے مطابق جیسا عمدہ بیان اس کتاب میں ہے یقیناً کسی کتاب میں نہیں بعض اسلامی ریاستوں اور انجمنوں میں اسکی خوبیوں نے اس کو داخل نصاب بھی کرا دیا ہے۔ اگر آپ اپنے بچوں کو صحیح الاعتقاد مسلمان بنانا چاہتے ہیں تو یہ کتاب ان کو ضرور ... مصنفہ مولوی فتح محمد خانصاحب جالندھری۔ قیمت . . . . ۸ ر

## ...م کی دنیوی برکتیں

نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی صاحب بہادر مرحوم کے زور قلم کا نتیجہ ہے ... اسلام پر کئے جاتے ہیں ان کا واقعات اور ... استدلال سے ... مولوی چراغ علی دل و دماغ کے لحاظ سے اُن شخصوں ... جو اسلوب بیان اس رسالہ میں اختیار کیا گیا ... رکھتا ہے۔ قیمت . . . . ۸ ر

... طرز کی کتاب ہے جسکی تدوین کا فخر ... حاصل ہے۔ اکثر ناواقف کہا کرتے ہیں ... کے لئے نہیں کیا۔ آثار خیر میں مستند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مسلمانوں کی تہذیب

میرا یہ مضمون مسلمانوں کی تہذیب پر ہے کہ وہ پہلے کیسی تھی اور اب کیسی ہے
اور آئندہ کیسی ہوگی۔ تہذیب کا لفظ میں نے انگریزی لفظ سویلزیشن کے [illegible]
استعمال کیا ہے۔ سویلزیشن ایک انگریزی لفظ ہے جو کہ قدیم رومی زبان کے لفظ
[illegible] سے جس کے معنی شہری اور جماعت کے ہیں نکلا ہے اور اس کی نسبت اُس
[illegible] ہے۔ جس میں لوگوں کی آزادی اور حقوق کی حفاظت
[illegible] زندگی بسر کرنے کے طریقے۔

میں استعمال نہیں کرتا۔ اس لئے کہ جس مراد میں یہ انگریزی لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ تمدن کے لفظ سے وہ مراد پائی نہیں جاتی۔ تمدن کا لفظ آپس میں ملکر بستی پر دلالت کرتا ہے۔ اور سویلیزیشن کا لفظ تمدن کی ترقی یافتہ حالت کو بتاتا ہے نہ صرف تمدن کو بہت سے ملک اور بہت سی قومیں اب موجود ہیں جن میں تمدن ہے۔ پر سویلیزیشن نہیں۔ ہم ہندوستانی بھی اپنی بدبختی سے سویلیزیشن کے درجہ کو نہیں پہنچے گو کہ مدت سے تمدن کے اعلےٰ درجہ پر ہیں اس لئے میں نے تہذیب کا لفظ اختیار کیا ہے۔ جس کے معنے چھانٹنے اور اصلاح کرنے اور درست کرنے اور خالص کرنے اور پاکیزہ کرنے کے ہیں۔ عرب بولتے ہیں "ھذبہ ای اصلحہ" اصطلاح میں بھی تہذیب کا لفظ ہر چیز کی درستی پر بولا جاتا ہے۔ عادت کی درستی۔ رسم و رواج کی درستی۔ اخلاق کی درستی۔ علم و ہنر کی درستی۔ معاملات کی درستی۔ زبان کی درستی۔ انتظام ملک و جذبات نفسانی کی درستی۔ سب پر تہذیب کا اطلاق ہوتا ہے اور یہی ٹھیک مراد سویلیزیشن کی ہے۔

جن اصطلاحی معنوں میں لفظ تہذیب یا لفظ سویلیزیشن ۔۔۔ ہیں اس پر بہت سا مباحثہ ہو سکتا ۔۔۔

ہے۔اور تمکین و وقار [illegible] قدر منزلت حاصل کی جاتی ہے اور وحشیانہ پن اور انسانیت میں تمیز نظر آتی ہے" ÷

مبارک ہو اُس شخص کو جس نے ان مختصر لفظوں میں ایسے مطالب بیان کر دیئے جس سے ہمارے خیالات کو نہایت وسعت ہوتی ہے۔اور وہ بیان ہی خود بخود ہمارے دل کو سویلیزیشن کی ترقی کے لئے برانگیختہ کرتا ہے ÷

جو مراد کہ ہیں نے لفظ تہذیب یا سویلیزیشن کی بیان کی اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ تہذیب مذہب اور علم و ہنر۔اخلاق و معاشرت۔تمدن و تجارت۔زراعت و سیاست سب سے متعلق ہے اور جبتک یہ سب چیزیں اپنے درجہ کمال پر نہوں پوری پوری تہذیب کا وجود نہیں ہوسکتا۔جن لوگوں میں یہ سب چیزیں نہایت خراب حالت میں ہیں وہ وحشی کہلاتے ہیں اور جنہیں کچھ کچھ درست ہوگئی ہیں وہ نصف وحشی پکارے جاتے ہیں۔اور جنہیں زمانہ کی ترقی کے موافق یہ سب چیزیں ترقی پاگئی ہیں وہ مہذب یا سویلزڈ کہلاتے ہیں۔زمانہ کی ترقی کے موافق کی قید میں نے اسلیئے لگائی کہ کچھ عجب نہیں کہ آئیندہ زمانہ میں انسان کو زمانہ موجودہ سے بھی ایسی زیادہ ترقی ہو کہ حال کی مہذب قومیں اُس زمانہ کے لوگوں کے سامنے وحشی یا نصف وحشی تصور ہونے لگیں ÷

مذہب کو قوموں کی تہذیب پر بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔اگر کسی قوم کے مذہبی اصول تہذیب کے برخلاف ہوں تو ممکن نہیں ہے کہ وہ قوم اعلےٰ درجہ کی تہذیب میں پہنچے۔جس قدر اصول مذہبی تہذیب کے برخلاف ہوتے ہیں اُن کے موافق تہذیب میں بھی نقصان رہتا ہے اور یہ بات نہایت آسانی مذاہب کے اصول اور اُسکے پیروؤں کی حالت دیکھنے سے ثابت ہو جاتی

مسلمانوں نے مذہب اسلام کی پہلی صدیوں میں مذہبی تہذیب کو اعلیٰ درجہ پر پہنچایا تھا اُس ریگستان کے ناخدا نے لات و منات و عزےٰ کی پرستش کو چھوڑایا۔ اور ایک نہایت قوی ہستی مطلق کی پرستش کا بیج ہر ایک کے دل میں بویا ہم کو ایک ایسی ہستی کا خیال دلایا جو ہمارے ادراک اور قوائے عقلی سے بہت بڑھ کر ہے۔ اور اُسی پر یقین کو نجات کا مدار ٹھیرایا جو تمام مذہبی تہذیب کی اصل اصول ہے +

تمام روحانی تہذیب کو ان چند لفظوں میں کہ "قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّاھا" پورا کیا یعنے اپنے دل کو بُرے خیالوں اور بدجذبوں سے پاک کرنا مراد کو پہنچنا ہے اور [illegible] بدی میں آلودہ کرنا گمراہی کے گڑھے میں گرنا ہے +

مذہبی تعلیم کو نہایت تہذیب کے اصول پر یہ کہہ کر ختم کر دیا کہ "فذکّر انّما انت مذکّر" یعنی لوگوں کو نصیحت کر کہ تو بجز نصیحت کرنیوالیکے اور کچھ نہیں ہے تمام مذہبوں کی [illegible] ری ان لفظوں سے منادی کہ "لکم دینکم ولی دین" یعنے تمہارا دین تمہارے لئے ہے اور ہمارا دین ہمارے لئے ہے۔ جہاد کا سبب مذہبی ناگواری نہیں ہے جیسا کہ اکثر لوگوں نے غلطی سے خیال کیا ہے کیونکہ اگر جہاد کا سبب مذہبی ناگواری ہوتی تو صلح یا فتح یا اطاعت قبول کرنے کے [illegible] مذاہب گوارا کئے جاتے اور ہر شخص کو کیوں احکام مذہبی ادا [illegible]رت رہتی۔ عرب کے ہادی نے بلا شبہ خدائے واحد کے نام کی منادی [illegible] ہے۔ پس جو لوگ اُس منادی کی مزاحمت کریں اور منادی کرنے

والوں کو اُنکے ہاتھ سے امن نہ ہو۔ اُنہیں سے لڑنا صرف امن قائم رکھنے کو فرض قرار دیا گیا ہے نہ غیر مذہب کی ناگواری کے سبب۔ اور یہ وہ اصول ہے جس پر آج کل کی تمام نیشنیں یہانتک کہ وہ نیشن بھی جس کا مذہبی یہ حکم ہے کہ اگر ایک گال پر تیرے طمانچہ مارے تو تو اُس کے سامنے دوسرا گال بھی کر دے۔ چلتی ہیں +

امامت کو یعنی کسی ایک کا کسی گروہ کے لئے پیشوا ہونا اور اُس گروہ کا اُسی کی رائے پر چلنا جو اُس زمانہ کے تمام مذہبوں میں رائج تھا یہ کہکر بالکل نیست و نابود کر دیا کہ "ولا تبتغوا من دونہٖ اولیاء" یعنی خدا کے کلام کے سوا کسی دوسرے کو اپنا پیشوا مت بناؤ +

اجتہاد کو یعنی دین کی باتوں کے سمجھنے کو جیسا کہ سب اگلی قوموں میں خاص خاص لوگوں سے مخصوص تھا ان مختصر لفظوں سے عام کر دیا کہ "استفت قلبک" یعنی ہر شخص کا دل اس کا مجتہد ہے +

جوگی پنے اور تجرد کو جس کا رواج روئے زمین کی ساری قوموں میں تھا بالکل معدوم کر دیا تھا یہ فرما کر "لا رھبانیۃ فی الاسلام" تبرکات اور رسوم اور تیوہاروں کو جس سے لوگوں کے دلی خیالات بُت پرستوں کے سے ہو جاتے ہیں "لا تجعلوا قبری عیدا" فرما کر بالکل ممنوع ٹھیرا دیا +

یہ وہ اصول ہیں جو مذہبی تہذیب میں اس سے اعلیٰ نہیں ہو سکتے +

علوم کو اگلے مسلمانوں نے ایک اعلیٰ درجہ کی تہذیب پر پہنچایا تھا۔ ادب و انشاء میں عرب قدیم سے نامور ہیں۔ شاعری بھی اُن کی مشہور ہے کیٹی لونیا

اور یورو پنیس اور اٹلی کے شاعروں نے انہیں کی روش پر شعر کہنا اختیار کیا۔ اور یوروپ کی نظم میں بحر و وزن وغیرہ عرب ہی سے لیا گیا۔ فصاحت و بلاغت کی اعلیٰ درجہ پر ترقی کرنے کے ثبوت میں حریری اور یمنی اور متنبی کی کتابیں اب تک دنیا میں موجود ہیں۔ ساتویں صدی کی عورتوں کا کلام اب تک ہمارے پاس ہے جس کے ایک ایک فقرہ پر ہزاروں دُرِ شاہوار کی لاکھوں لڑیاں نثار ہوتی ہیں ❊

عرب کے شاعر قدرتی کیفیتوں کے بیان کرنے کی طرف بھی مائل ہیں۔ مگر شکسپیر سا قدرتی جذبوں کا بتانے والا کوئی نہیں ہوا۔ اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ شاعری کی قسموں میں رزمیہ اور عشقیہ تو ترقی پر تھیں مگر جو اصل جان شاعری کی ہے اور جس میں فطرتی جذبات اور قدرتی حالات کے بیان سے انسان کے دل پر اثر ڈالا جاتا ہے اُس میں بڑی ترقی نہیں ہوئی ❊

ناول یعنی قصہ کے پیرایہ میں علمی یا اخلاقی باتوں کے بیان کرنے سے بھی مسلمانوں نے چشم پوشی نہیں کی۔ بدیع ہمدانی اور ابوالقاسم حریری کے مقامات اسی فن میں ہیں۔ الف لیلہ اس فن کی ایک عمدہ کتاب ہے جس کا مسلسل بیان کسی جگہ سے نہیں ٹوٹتا اور جس سے اُس زمانہ کے مسلمانوں کے مختلف خیالات کا پورا پورا عکس سننے والے کے دل پر پڑتا ہے ❊

ڈراما میں بعض کتابیں تالیف تو ہوئیں مگر عملی رواج اُسکا مسلمانوں میں نہیں ہوا

فارسی زبان کو بھی جو دنیا کی سب زبانوں میں شیریں سمجھی جاتی ہے مسلمانوں نے بہت رونق دی۔ فردوسی رزمیہ نظم میں خسرو قدرتی کیفیات کے ظہار میں

سعدی اخلاق وتمدن کے اداکرنے میں فارس اور ہندوستان میں ایسے ہی ہوئے ہیں جیسے کہ ہومر یونان میں یا شکسپیر انگلستان میں +

ہمارے مذہب کے بانی نے تحصیل علم کی طرف متعدد طرح سے لوگوں کو رغبت دلائی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کی دوسری صدی میں مسلمانوں نے علوم کی طرف توجہ کی اور جہاں سے اُن کو ملا اُنہوں نے علوم کو اخذ کیا۔ غیر قوموں اور غیر مذہب والوں کی کتابوں کو نہایت عزیز رکھا اور چند روز میں اور قوموں کے لئے اُستاد ہونے کی عزت حاصل کی +

اسکندریہ کے کتب خانہ کے جلانے کا الزام جو بعض ناواقف یا متعصب مورخوں نے مسلمانوں کو دیا ہے وہ غلط ہے۔ کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ٹولیمیز کے کتب خانہ کی چار لاکھ یا سات لاکھ کتابیں جولیس سیزر کی لڑائی میں جل گئیں تھیں اور سینٹ کرائی نے جس نے اسکندریہ کی کتب خانہ کی تحقیق میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں اس روایت کو جھوٹا ٹھیرایا ہے۔ جن دو مؤرخوں نے یہ کہانی لکھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکندریہ کا کتب خانہ جلا دیا جو چھ مہینے تک جلا کیا۔ محض غلط ہے۔ خود وہ دونوں مؤرخ ۵۸۰ برس بعد اس واقعہ کے پیدا ہوئے تھے اور کوئی پہلی سند اُنکے پاس نہ تھی +

فلسفہ کی بنیاد منصور خلیفہ نے ڈالی مگر مامون رشید اُسکے پوتے نے اُنکی تکمیل کی۔ یہ خلیفہ بڑا مربی علم کا تھا۔ اہل شام اور نسطورین فرقے کے عیسائی ترجمہ میں فلسفہ کے اُسکے حامی اور معاون تھے۔ اسکے زمانہ میں بوسیلہ اہل فارس اور سپین اور علمائے یہود کے فلسفہ کو بے انتہا رونق ہوئی۔ اُسکے گماشتہ

بلادِ ارمن اور شام اور مصر میں یونانی کتابوں کو ڈھونڈھنے کے لئے مقرر تھے۔ اور ہزارہا اونٹ قلمی کتابوں کے بھرے ہوئے اُسکے دربار میں آیا کرتے تھے۔ کتب فلسفہ کے ترجمہ کا ایک جدا کارخانہ اُس نے مقرر کیا تھا۔ اور بغداد اور کوفہ اور بصرہ اور نیشاپور میں بڑے بڑے مدرسے اور کتب خانہ قائم کئے تھے۔ یہ خلیفہ بے تعصبی میں مشہور تھا۔ چنانچہ اُس نے ایک عیسائی عالم کو دمشق کے کالج کا پرنسپل یعنی مدرس الاعلیٰ مقرر کیا تھا ✤

جس طرح خلفائے عباسیہ کی بدولت بغداد کی سلطنت میں فلسفہ نے ترقی پائی اس سے زیادہ اسپین میں خلفائے بنی اُمیہ کے سبب سے روشنی فلسفہ کی پھیلی۔ اس ملک میں بڑا حامی علم اور حکمت کا خلیفہ عبدالرحمٰن ابن حکم تھا جس نے ہجرت کی تیسری صدی میں وفات پائی۔ اس ملک میں علم کی اس قدر ترقی ہوئی کہ ایک کتب خانہ میں چھ لاکھ کتابیں تھیں اور پرانی کتابوں کے نقل کرنے کے لئے تین سو کاتب مقرر تھے ✤

اسپین اور اٹلی میں صدہا مدرسے ایسے جاری تھے جن میں صدہا عیسائی طلبہ آکر فلسفہ اور حکمت پڑھتے اور پھر اپنے یہاں اُسے جاری کرتے اُس وقت کے مسلمانوں اور فرنگستان کے عیسائیوں کے خیالات کا فرق اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جربرٹ نامی ایک فرانسیسی عالم جب مسلمانوں کے مدرسہ میں فلسفہ اور حکمت سیکھ کر اپنے ملک کو گیا تو لوگوں نے اُسے کافر ٹھیرایا اور جب مر گیا تو یہ کہا کہ شیطان نے علم کا پھل کھلا کر اُسے مار ڈالا ✤

خلفائے عبیدین نے بھی جن کو یوروپ کے مورخ خلفائے فاطمہ لکھتے ہیں مصر

میں کچھ کم ترقی نہیں کی۔ اُنکے شاہی کتب خانہ میں بھی ایک لاکھ قلمی کتابیں موجود تھیں جو سنہری جلدوں سے آراستہ اور نہایت خوبصورتی سے رکھی ہوئی تھیں۔

ہندوستان کے فتح کرنے والے بادشاہوں نے بھی اس طرف سے غفلت نہیں کی۔ محمود غزنوی نے جسکو بعض تربیت یافتہ نامور مشہور ہندوؤں نے اپنی تحریروں میں وحشی اور قزاق لکھا ہے باوجودیکہ وہ لڑائیوں میں مصروف رہا ایک بڑے مدرسے کی بنیاد غزنی میں ڈالی اور مختلف زبانوں کی عجیب عجیب کتابیں جمع کیں اور قدرتی عجائبات کا ایک عجائب خانہ بنایا اور اس مدرسے کے قیام کے لئے بہت سا روپیہ مقرر کیا۔ سلاطین غوریہ اور تموریہ نے بھی منطق اور ریاضی اور طبیعات اور ادب کے رونق دینے میں بڑی کوشش کی۔ اکبر کا زمانہ علم کی ترقی کے حق میں مشہور ہے +

اُس زمانہ سے جو کہ یونان کی تاریخ کا چوتھا زمانہ سمجھا جاتا ہے فلسفہ کے چھ مختلف طبقے تھے مگر مسلمانوں نے اُن میں سے عموماً ارسطو کی حکمت کو اختیار کیا کیونکہ اُسکے فلسفہ کو بسبب کوشش علمائے اسکندریہ کے ہزار برس سے غلبہ تھا اور اُس کا رواج بھی بہت ہو گیا تھا اور یہی سبب ہوا کہ اُس کی حکمت کی کتابوں کا زیادہ ترجمہ ہوا۔ مگر وہ افلاطون کی تصنیفات سے بھی محروم نہیں رہے بلکہ اُس کی کتابوں کا ترجمہ عربی میں ہوا۔ چنانچہ مسلمانوں میں ابونصر فارابی اور بوعلی سینا حکمت مشائی میں ویسے ہی ہوئے ہیں جیسے کہ یونانیوں میں ارسطو اور حکمت اشراق میں شیخ شہاب الدین مقتول ویسا ہی نامور ہوا ہے جیسا کہ افلاطون یونانیوں میں۔ مگر اور طبقہ کی حکمت کا زیادہ تر رواج مسلمانوں میں نہیں ہوا۔

گوکہ وہ اور حکما کے اصول سے بے خبر نہیں رہے +

مسلمانوں نے ارسطو کی منطق کو زیادہ پسند کیا اور اُسی کا ترجمہ بھی اُنکے وقت میں بہت ہوا۔ اول ترجمہ ارسطو کے قیاسات کا حنین ابن اسحاق کے ذریعہ سے مسلمانوں میں پھیلا۔ پھر ابو بشر نے چند کتابوں کا سریانی سے ترجمہ کیا اور پیچھے ابن عدی اور کندی نے اُسے مرتب کیا اور آخر کو فارابی اور ابو علی سینا نے اُس کی تکمیل کی۔ مسلمان عالموں نے جس خوبی سے یونانی اور سریانی اصطلاحات کا ترجمہ اپنی زبان میں کیا اس پر وہ بڑی تعریف کے مستحق ہیں۔ جارج ہنری لوئیس صاحب بھی اپنی تاریخ فلسفہ میں اُن پر بڑی حیرت ظاہر کرتے ہیں +

مسلمانوں نے اس علم میں ترجمہ اور تقلید ہی پر قناعت نہیں کی بلکہ اسمیں بہت کچھ ترقی کی۔ چنانچہ تصور و تصدیق کے مباحث اور جزئیات و کلیات کے اصول اور استخراج نتائج کے ضابطے اور صغرے و کبرے کی ترتیب اور حد اوسط کا بیان۔ اور قیاسات کی تقسیمیں جس خوبی سے اُنھوں نے کی ہیں اُس سے اُنکے دماغ کی قوت ظاہر ہے +

مسلمانوں نے ارسطو اور افلاطون کی الٰہیات سے بھی واقفیت حاصل کی اور واجب الوجود اور عقول عشرہ اور روح اور تناسخ اور دیگر مسایل کی بخوبی تحقیق کی اور اُن مسایل کو اپنے مذہبی مسائل سے تطبیق یا تردید کرنے سے اپنی طبیعت کی چالاکیاں اچھی طرح دکھائیں اور اُس کے واسطے اُنھوں نے ایک خاص علم اپنے مذہبی علوم میں داخل کیا جس کا نام علم کلام ہے +

طبیعات میں مسلمانوں نے پوری تقلید یونانیوں کی کی مگر چونکہ اُنھوں

نے تجربہ اور مشاہدے اور آلات کے ذریعہ سے کسی چیز کی ثبوت کرنے کی بجائے باریک اور دقیق منطقی استدلال سے کام لیا۔ اس لئے وہ اُسکی غلطیوں کو درست نہ کر سکے اسواسطے ہیولٰے اور جزء لایتجزے اور صورت نوعیہ وجسمیہ اور حیز طبعی اور خلاء کی نازک بحثوں کو اور بھی دقیق کر دیا۔ اور کائنات الجو اور اجرام فلکی اور عناصر اربعہ کی ماہیت کی تحقیق کرنے سے قاصر رہے۔ بایںہمہ اُنہوں نے اس علم میں بعض نہایت بکارآمد چیزوں کی تحقیق کی ہے۔ جیسا کہ محمد بن ذکریا نے اسباب قوت جاذبہ مقناطیسی پر نہایت عمدہ رسالہ لکھا ہے +

علم ہیئت میں مسلمانوں نے بڑی ناموری پائی اور بہت زمانہ تک وہ اُسکی تحقیقات پر متوجہ رہے بطلیموس کی عمدہ مشہور کتاب مجسطی کا پورا ترجمہ جو حنین ابن اسحاق نے کیا تھا اور جس کی ابن یوسف اور ابن قرہ نے تصحیح اور حکیم نصیر الدین طوسی نے تہذیب وتکمیل کی۔ مسلمانوں کی ترقی علم پر شاہد ہے۔ وہ اس علم کے ایسے قدردان تھے کہ خاص بطلیموس کا بنایا ہوا کرہ قاہرہ کے کتب خانہ میں ۴۳۵ھ ہجری تک موجود تھا +

اِس علم میں مسلمانوں نے تقلید ہی نہیں کی بلکہ اُسکو تحقیق بھی کیا اور اُسے کام میں بھی لائے۔ خلیفہ مامون رشید کے زمانہ میں اچھے اچھے آلات ایجاد ہوئے +

سنجر اور کوفہ کے میدانوں میں زمین کے دائرہ عظیمہ کی پیمائش ہوئی جس سے اُس کا وہ صحیح دور جواب تک مانا جاتا ہے ثابت ہوا +

پھر اُنھوں نے رصد خانے بھی کثرت سے بنوائے اور زیچ کواکب بھی تیار کیے جس کا نشان سامیہ بغداد۔ دمشق۔ اُندلس۔ سمرقند کے ٹوٹے کھنڈروں سے اب بھی ظاہر ہے +

مسلمانوں نے بطلیموسی نظام کی غلطی کا کوپر نیکس سے پہلے خیال کر لیا تھا چنانچہ محمد بن عبدالملک طفیل جس کو انگریزی میں ابو یاسر کہتے ہیں اور جو بارھویں صدی میں اُندلس میں پیدا ہوا۔ اُس نے اس نظام سے انکار کیا جبکی تصدیق الیٹ ریجیس اپنے رسالہ علم ہئیت کے دیباچہ میں کرتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ کہ نامی گرامی ابو یاسر نے کہا ہے کہ نظام شمسی اور حرکات اجرام فلکی میری تحقیقات میں اور ہی طرح پر ہیں جو نظام قدیمہ یونانیہ کے خلاف ہیں +

علم مرایا و مناظر میں بھی مسلمانوں نے بڑی ترقی کی چنانچہ ابو علی الحسن جو گیارھویں صدی میں ہوا اُس کا رسالہ علم مرایا و مناظر کا یوروپ کی مشہور کتابوں میں سے ہے جس کو وزبنر نے ترجمہ کیا اور جو ۱۵۷۲ء میں بمقام بیل چھاپا گیا۔ اس محقق نے یونانیوں کی یہ غلطی ثابت کی کہ شعاع نظر آنکھ سے نکل کر کسی چیز پر نہیں پڑتی ہے بلکہ اُس نے تشریح اور علم مثلث کی دلیلوں سے ثابت کیا ہے کہ تمام چیزوں کی شبیہ آنکھ میں آکر بنتی ہے جس کی تحقیقات کا نتیجہ وہ ہے جو آج فوٹو گراف کی تصویروں سے دکھائی دیتا ہے ہیبت اللہ بن حنین بغدادی نے جو کہ مسترشد باللہ خلیفہ عباسی کے زمانہ میں تھا نور کی رفتار کا اندازہ نکالا اور اُس کو دلائل ہندسیہ سے ثابت کیا +

علم ہوا میں ابو علی الحسن ہی اِس مسئلہ کا موجد ہے کہ جس قدر ہوا زمین کے

طبقے سے اونچی ہوتی ہے اُسی قدر وہ سبک اور ہلکی ہوتی ہے ✣

علم ہندسہ اور حساب میں مسلمانوں نے بہت توجہ کی اقلیدس کے مقالوں کا ترجمہ یونانی اور سریانی اور رومی زبان سے مختلف عالموں نے کیا جن میں سے حجاج اور حنین اور ثابت اور ابو عثمان کے ترجمے مشہور ہیں پھر اُس کی صلاح و تہذیب صدہا عالموں نے کی۔ اُس پر سیکڑوں شرحیں لکھیں۔ آخر علامہ نصیرالدین طوسی نے اس کی تکمیل کی اور اُسکے بعد بھی بہت سے عالم ترتیب و تہذیب اور شرح پر متوجہ رہے ✣

مسلمانوں نے ارشمیدس حکیم کی کتاب اصول ہندسہ کا بھی ترجمہ کیا اور اُسکی شرحیں لکھیں۔ چنانچہ ابوالحسن علی ابن احمد اور نصیرالدین طوسی اور ابو سہل قوہستی کی شرحیں ابتک مشہور ہیں۔ ابلینوس کی کتاب جو مخروطی شکلوں اور خطوط منحنی کے بیان میں ہے اُسکے سات مقالے ترجمے کئے گئے ہیں جس میں سے چار مقالوں کا ترجمہ احمد بن موسیٰ حمصی نے اور باقی کا ثابت ابن قرہ نے کیا اور اُنکے سوا اور بھی چند نامی حکماے یونان کی کتابیں اس فن کی عربی میں ترجمہ ہوئیں

حساب میں بھی مسلمانوں نے کم توجہ نہیں کی۔ اُنھوں نے ہندؤں سے مراتب اعداد کا رکھنا سیکھا اور اسی لئے اُس کا نام اُنھوں نے اعداد ہندیہ رکھا۔ فن جبر و مقابلہ کی نسبت اختلاف ہے۔ بعض مسلمانوں کو اسکا موجد بیان کرتے ہیں۔ مگر صحیح یہ ہے کہ مسلمانوں نے یہ علم ہندوستان کے پنڈتوں اور یونان کے عالموں سے اخذ کیا تھا مگر پھر اُسیں بہت سی ترقی کی ✣

علم طب میں بھی مسلمانوں نے بہت ترقی کی تھی۔ اُنھوں نے ہندوستان

میں سفر کیا۔ زبان سنسکرت کو سیکھا اور نہایت مشہور دو کتابیں سنسکرت زبان کی جن کا نام چرک اور ششرت تھا عربی زبان میں ترجمہ کیں۔ سب سے پہلے ۱۵۶ھ ہجری میں موسیٰ بن موسیٰ الفزاری نے سنسکرت کا ترجمہ شروع کیا۔ پھر محمد بن اسمٰعیل خود ہندوستان میں آیا اور اُسکے بعد دس عالم ہندوستان میں آئے اور ہندوؤں کے علوم کی کتابوں کو عربی میں ترجمہ کیا۔ بقراط اور جالینوس کی عمدہ کتابوں کو بھی نہیں چھوڑا۔ بوعلی سینا کا قانون صدہا برس تک یوروپ کے مدرسوں میں پڑھایا جاتا تھا +

اس نامی حکیم کی نسبت جارج ہنری لوئیس صاحب لکھتے ہیں کہ "وہ صرف مترجم اور شارح ارسطو کی حکمت کا نہ تھا بلکہ اُس نے بوجہ اپنے علم کمال کے اپنی رائے کو بھی بہت کچھ دخل دیا اور مُردوں کو چیر کر علم تشریح انسان کی غلطیاں درست کیں" +

حواس خمسہ ظاہری و باطنی کی تقسیم اسی کی تحقیق ہے جسکی پیروی ابتک سب کرتے ہیں۔ ہمبرلٹ کاسمس میں لکھا ہے کہ دوا سازی کا علم عرب نے پیدا کیا تھا۔ چند دواؤں کے مرتب کرنے اور نسخہ لکھنے کا طریقہ انہیں کا ایجاد ہے اور پھر وہانسے اور ملکوں میں پھیلا +

علم کیمیا یعنی حل و عقد کی ترقی کی نسبت قول گبن صاحب کا کافی ہے کہ وہ لکھتے ہیں کہ اس کی ایجاد عرب ہی سے ہے +

علم نباتات و معدنیات میں ابوعثمان اور عبدالرحمٰن سروتی اور عباس ابن بیطار کی کتابیں اُن کی توجہ پر گواہی دیتی ہیں۔ طاہر بن محمد یوسف غزنوی

نے دس جلدیں اس علم میں لکھی ہیں +

علم حیوانات میں اُن کو زیادہ ترقی نہیں ہوئی۔ اُنہوں نے صرف ارسطو اور گیلن کی کتابوں کے ترجمہ پر اکتفا کیا +

علم جغرافیہ میں بھی اُنہوں نے بسبب اپنے دریائی سفروں اور خشکی کی سیاحت اور کثرت تجارت کے اور آخر کو بسبب اپنے فتوحات کے بہت عمدہ تہذیب حاصل کی۔ ادریسی اور ابوالفدا اس فن میں مشہور ہیں +

علم موسیقی میں فارابی نے وہ کمال حاصل کیا تھا جس کی اہل یوروپ بھی تصدیق کرتے ہیں۔ جارج ہنری لوئیس صاحب نے لکھا ہے کہ علم موسیقی میں اسکی تصنیف بہت کامل ہے اور اُس نے اگلے مصنفین کی غلطیوں کو بہت اچھی طرح درست کیا ہے +

غرضکہ مسلمانوں کے تہذیب علوم میں نہایت اعلےٰ درجہ کی ترقی تھی۔ مسٹر اوٹ جرمن کے مؤرخ نے نہایت انصاف سے یہ بات لکھی ہے۔ کہ "مسلمانوں نے اور قوموں سے کتنا ہی کچھ کیوں نہ سیکھا مگر اُنہوں نے اپنی قابلیت و لیاقت سے اُسکو بہت کچھ ترقی دی" +

جارج ہنری لوئیس صاحب اپنی ہسٹری آف فلاسفی میں لکھتے ہیں کہ "یہ بات تسلیم کر لی گئی ہے کہ عرب ہی نے تمام کتابوں اور تحریروں کو فلسفہ یونان کی تباہی سے محفوظ رکھا اور اُنہیں کی وجہ سے یوروپ میں علم اور فلاسفہ پہنچا۔ اس امر خاص میں یوروپ اُن کا ممنون احسان ہے اور اس سے بڑا احسان عرب کا یوروپ پر یہ ہے کہ اُن لوگوں نے علم ہندسہ اور ہیئت اور طب اور کیمیا میں

بڑی کوشش کی اور اُنہیں کی بدولت اسپین سے فرانس ہو کر فرنگستان میں علم پھیلا"۔

ڈاکٹر ڈراپر صاحب لکھتے ہیں کہ "علم کے سیکھنے میں اہل فرنگ ابو علی الحسن اور ابو موسےٰ اور ابو الوفا اور اور علمائے عرب کے زیادہ تر احسانمند ہیں"۔ ابو الوالد جسے انگریز "اووروس" کہتے ہیں وہ شخص تھا کہ جس کی تصنیفات کی چارسو برس تک عیسائی۔ یہود تعظیم و تکریم کرتے رہے اور بہت سی کتابیں اُس کی جن کا نام ہی اب مسلمان نہیں جانتے زبان عربی اور لیٹن میں موجود ہیں چنانچہ جرمن میں پچاس سے زیادہ اُس کی تصنیفات طبع ہو چکی ہیں۔

ڈاکٹر ہیلی صاحب بھی اپنی تاریخ اسپین میں اُس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اس نامی ڈاکٹر نے جو مقابلہ اُس زمانہ کے مسلمانوں کی حکمت اور فلسفہ کا یورپ سے کیا ہے اُسکے دیکھنے سے اندازہ اُس ترقی کا ہو سکتا ہے جو مسلمانوں نے علوم میں کی تھی۔ سدلیو نامی فرانسیسی مدرس علوم تاریخ کا اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ "جب علم طب اور طبیعات اور کیمیا اور فلاحت عرب کے ہاتھ آیا تو اُنہوں نے اُس میں بہت کچھ ترقی کی یہانتک کہ ان علوم میں اُن کی فضیلت حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔ اور جہانتک ہم کو معلوم ہے گویا وہ ایک شمہ ہے اُس اصلی فضیلت کا جو آجتک ہم کو معلوم ہی نہیں ہوئی۔ بہرکیف عرب کی قوم ہمارے جملہ فضل و کمال کا اب بھی سرچشمہ ہے اور جن کمالات کو ہم یہ سمجھتے تھے کہ یہ اور قوم کا ایجاد ہوگا وہ اب ہم کو اُن کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اُنکے اصل موجد عرب ہی ہیں"۔ ایک دوسرا فرانسیسی عالم لکھتا ہے کہ "عرب کی قوموں

کو خدا نے دنیا میں اس لئے پیدا کیا تھا کہ وہ علوم و فنون اور اسباب تمدن کو
اُن مختلف قوموں تک پہنچادیں جو فرات کے کنارے سے لیکر ہسپانیہ کی وادی
کبیر تک پھیل رہی ہیں چنانچہ اُن تمام قوموں نے جملہ کمالات اسی قوم عرب سے
حاصل کئے تھے "+

فنون و دستکاری کو اہل عرب نے رومیوں کے بڑے بڑے شہروں میں
جاکر بخوبی حاصل کیا تھا اور پھر خود اُسکو ترقی دی تھی۔ ہاروں رشید خلیفہ عباسی نے
جو ایک گھڑی بطور تحفہ کے شارلیمن بادشاہ فرنگستان کو جو اُسکا بڑا دوست تھا
بھیجی تھی اور جس کا ذکر ایجن ہارڈ صاحب نے کیا ہے مسلمانوں کے فنون و دستکاری
میں ترقی کرنے کا بڑا ثبوت ہے +

عرب و سپین کے ہتیار و غرناطہ یعنی گرینڈا کا حریر نہایت مشہور تھا +

فن عمارت میں بھی اُنھوں نے بہت ترقی کی تھی وہ حوض و فوارہ نہایت
خوبی سے بناتے تھے۔ اور مختلف قسم کے پتھروں کے گل بوٹے تراش کر مکانات
کی عمارت کو آراستہ کرتے تھے۔ گنبد بنانے کی ترکیب اُنھوں نے یونانیوں سے
اخذ کی مگر پھر اُس کو نہایت ہی خوبصورت کر دیا۔ قرطبہ یعنی کارڈوا کی جامع مسجد اور
اسپین کی وادی کبیر میں عبدالرحمٰن ثالث کا قصر عالی اور کارڈوہ کا محل۔ اور
ہندوستان میں قطب کا مینار اور تاج کا روضہ اور علی مردان کی نہر انکی صناعی کے
شاہد ہیں +

تصویر بنانے میں مسلمانوں نے کچھ ترقی نہیں کی۔ کیونکہ بت پرستی کی جڑ مٹانے
کی غرض سے وہ ممنوع کی گئی تھی مگر مکانات کی آراستگی کے لئے اُنھوں نے ایک

قسم کے نقوش جدیدہ ایجاد کیے تھے - پہلے تو وہ کچھ نقش وغیرہ تھے - پھر وہ ایسے خطوط رہگئے جن کا آپس میں تقاطع ہوتا تھا اور وہ خطوط حروف عربی کے مشابہ تھے کہ جن سے طرح طرح کی ظرافت آمیز عمدہ عمدہ خوش وضع شکلیں پیدا ہوجاتی تھیں +

جہاز بنانے میں بھی اُنہوں نے ترقی کی تھی - چنانچہ ۹۵۶ء میں عبدالرحمن خلیفہ اسپین نے ایک ایسا بڑا جہاز بنایا کہ ابتک اُن ملکوں میں کسی نے نہ دیکھا تھا اور اسپین کے مسلمانوں کے جہاز بہت بڑے بڑے ہوتے تھے - غالباً اسپین والے جو بڑے بڑے جہازوں کا استعمال کرتے ہیں - اُنکے جہاز اہل اسلام کے جہازوں کی نقل ہیں - ہندوستان میں بھی محمود بادشاہ گجرات نے ایسا ایک بیڑا جنگی جہازوں کا طیار کیا تھا جس سے بڑھ کر ہندوستان میں کبھی نہیں ہوا - ضلع کمبر جا پر اس بادشاہ کے بہت سے جنگی جہاز جن پر توپیں چڑھی رہتیں تیار رہتے +

اخلاق کو بھی مسلمانوں کے بانی مذہب نے نہایت عمدہ اصول پر قائم کیا - سچائی اور وفاداری اخلاص اور نیکی - ہمدردی و محبت دشمنوں کو معافی اور بُرائی کا بدلہ بھلائی اعلیٰ اصول نجات کے ہیں +

غیر مذہب والوں کے ساتھ جو اخلاق خود بانئے اسلام نے برتے وہ اس مثال سے ظاہر ہو سکتے ہیں کہ عیسائی ایلچی جب مدینہ میں گئے تو خود اپنی ذات سے اُنکی مہمانداری کی اور باوجودیکہ رومن کیتھلک تھے اور تثلیث کے قایل - مگر اُنکو اجازت دی کہ اپنی نماز اُسی مسجد میں پڑھیں جو ایک خدائے واحد ذوالجلال کا نام پکارنے کو کچی مٹی اور کھجور کے درختوں کی لکڑی سے بنائی گئی تھی - اگرچہ بعد کو اس نہایت قابل تعظیم اخلاق کی پیروی کم ہوئی - مگر کچھ نہ کچھ اُس کا اثر ہر ایک زمانہ میں پایا جاتا تھا - جبکہ بہت اخلاق

فتح ہوگیا تو وہاں کے عیسائیوں نے اُن اصحاب رسول کی دعوت کی جو کہ بیت المقدس کی فتح کے لئے گئے تھے۔ چنانچہ اُن سب نے قبول کی اور گرجے میں اُن کو کھانا کھلایا گیا وہ سب کھانا کھاتے اور گرجے کی تصویروں کو تعجب سے دیکھتے جاتے تھے +

سلطان صلاح الدین بھی عیسائی بادشاہوں سے باوجودیکہ ہمیشہ اُن کا مقابلہ کرتا رہا نہایت حسن اخلاق سے پیش آتا اور اُن کی تعظیم کرتا تھا۔ امیر صیدا جو عیسائی مذہب رکھتا تھا۔ جب صلاح الدین کے پاس آیا تو اُس نے نہایت تعظیم اور تکریم کی اور اُسے اپنے ساتھ کھانا کھلایا۔ اور شقیق کا امیر جو کہ فرنگیوں کے نامی امیروں میں سے تھا۔ سلطان کے خیمے پر آیا تو اُس نے بڑی عزت کی اور اُسکے ساتھ کھانا کھایا۔ اسپین کے حاکموں اور امیروں نے جیسا برتاؤ غیر مذہب والوں سے کیا تھا۔ اُس کی نسبت جارج ہنری لوئیس صاحب یوں لکھتے ہیں کہ "اسپین میں علم اور حکمت کے کمال نے تعصب کو ایسا مٹا دیا تھا کہ زمانہ حال کے لوگ سنکر تعجب کرینگے کہ یہودی اور عیسائی اور مسلمان ایک ہی زبان بولتے اور ایک ہی قسم کے گیت یا شعر پڑھ کر خوش ہوتے تھے۔ ایک ہی طرح کا خیال رکھتے تھے۔ عرب۔ یہود۔ نصارے کو اپنے فرایض مذہبی اور رسمیات کے ادا کرنے سے مطلقاً ہارج و مانع نہ تھے بلکہ اُن کی دوستی و محبت و ربط و ضبط یہاں تک بڑھا کہ مسلمان اور عیسائی اور یہود میں شادی بیاہ ہونے لگے" +

ماباپ کے ادب کی نہایت تاکید کی گئی۔ جن لوگوں نے کسی نہایت متعصب مسلمان ترک کو اپنی بوڑھی عیسائی ماں کو اتوار کے دن اپنی پیٹھ پر سوار کرکے گرجا نماز پڑھانے کو لیجاتے دیکھا ہوگا وہ نہایت تعجب کرتے ہونگے کہ مسلمانوں کے مذہب کے بانی نے ماں باپ کی کس قدر تعظیم وادب کی تعلیم کی ہے +

عرب کے پیغمبر نے عورتوں کو روحانی زندگی میں بالکل مردوں کے برابر کردیا۔ اتنا فرق بھی اُن میں نہیں رکھا جیسا کہ دائیں اور بائیں ہاتھ یا سولہ آنہ و روپیہ میں ہے وہ اسی طرح نیکی کرسکتی ہیں جس طرح کہ مرد۔ وہ اسی طرح روحانی ترقی پاسکتی ہیں جس طرح کہ مرد۔ کوئی مذہبی نیکی ایسی نہیں ہے جو مرد پاسکتا ہو یا کرسکتا ہو اور وہ نیکی عورت کے لئے نہ ہو۔ انکے دنیاوی حقوق سے بھی غفلت نہیں کی۔ وہ اسی طرح اپنے مال کی مالک ہیں جیسا کہ مرد۔ وہ سب قسم کے معاہدہ کی مجاز ہیں۔ اپنی جائداد کی خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ وہ خود آپ مالک ہیں۔ ہبہ کرسکتی ہیں۔ بیع کرسکتی ہیں۔ تمام تصرفات جو مرد کرسکتا ہے وہ بھی کرسکتی ہیں +

پالیگمی یعنے تعدد ازدواج میں بانیٔ مذہب کا یہ قول ہے کہ ایک دو تین چار تک عورتیں نکاح میں لاسکتے ہو۔ لیکن اگر اندیشہ باہم عدل نکر سکنے کا ہو تو پھر صرف ایک ہی چاہیئے۔ پس اگر اس کے حکم منفی کا خیال ہو۔ تو پھر ایک کے سوا جائز نہیں رہتی۔ پس اجازت اور امتناع کو ایسی عمدگی سے ایک ساتھ بیان کیا ہے کہ بجز حالت خاص کے جس کا جائز رکھنا بلاشبہ عقل کے موافق ہے تعدد کو معدوم کردیا ہے +

اس سے بھی زیادہ عمدگی سے طلاق کے مسئلہ کو بتایا ہے۔ طلاق کی اجازت دی جس کی اجازت دینا بلاشبہ نہایت ضروری تھی مگر اُسکو مباح فعل بتایا جس سے بے انتہا ناراضی خداؑ اور رسولؐ کی پائی جاتی ہے یہانتک کہ بعض صحابہؓ نے خیال کیا کہ طلاق دینے والا قتل ہونیکے لائق ہے اور اس عمدہ نصیحت سے طلاق نہایت معتدل طور پر برتی جانے لگی۔ مگر افسوس صد ہزار افسوس کہ ایک بات جو اپنی اخیر عمر میں بانی اسلام نے فرمائی اور جو سب سے مقدم تہذیب انسانی کا مسئلہ تھا اور جس کو اُسوقت تک کسی نے

نہ کہا تھا اُس پر اسو جہ سے کہ رواج عام کے بالکل برخلاف تھا کسی کا خیال نہیں گیا اگر بانی اسلام چند روز اور دنیا میں رہتے تو وہ مسئلہ بھی مثل اور مسائل کے عام ہو جاتا اور وہ مسئلہ غلامی کو بالکل معدوم کر دینے کا تھا۔ بانئے اسلام نے ان چند لفظوں سے کہ "فاما منا بعد واما فداء" یعنے لڑائی کے قیدی سب چھوڑ دیئے جاویں خواہ کچھ لیکر خواہ احسان رکھ کر۔ غلامی کو بالکل معدوم کر دیا ہے اور کچھ شبہ نہیں کہ اس نص صریح سے مسلمانوں کے مذہب میں غلامی بالکل ممنوع ہے گو کہ کسی کو اس کا خیال نہ آیا ہو ؛

دختر کشی کی رسم جس پر عرب کو اس ملک کے ہندوؤں سے بھی زیادہ فخر تھا کیسی کچھ مسلمانوں میں سے مٹ گئی جس کا نام و نشان بھی نہیں پایا جاتا ؛

مسلمانوں کی معاشرت کے طریقے۔ ملنے جلنے کے قاعدے بھی نہایت عمدہ تھے۔ بزرگوں کا ادب۔ بڑے بوڑھوں کی تعظیم۔ بات چیت میں نرمی و اعتدال کسی کی طرف جھوٹ و عیب کی نسبت کرنے کا خیال۔ طعن و طنز کا لحاظ۔ فحش اور اخلاق و حیا کے خلاف باتوں سے نفرت۔ بے پوچھے کسی بات میں دخل نہ دینا۔ سرگوشی نہ کرنا۔ جاہلوں ناد انوں سے نہ جھگڑنا۔ مذہبی گفتگو بے ضرورت نہ کرنا بیہودہ ہنسی اور جہل سے نفرت۔ وہ آداب مجلس تھے کہ جنکے لحاظ نہ رکھنے سے انسان بدتمیز اور سوسائٹی سے خارج کرنے کے لائق سمجھا جاتا ؛

شادی بیاہ کے دستور بھی تہذیب سے خالی نہ تھے۔ قبل نکاح کے مرد و عورت کا ایک دوسرے کو دیکھ کر پسند کر لینا بخوف اور بلا لحاظ کسی جاہلانہ خیال کے اور زن و شوہر کا اپنی رضامندی ظاہر کرنا ایک عام دستور تھا۔ نکاح کے وقت ایک مختصر مجلس

عزیزوں اور خاص دوستوں کی مرتب ہوتی۔ اور ایک مختصر حسب حیثیت سامان
ماں باپ کی طرف سے لڑکی کو دیا جاتا۔ اور بعد نکاح کے ایک مختصر سی دعوت
دوست آشناؤں کی کی جاتی۔ عورتیں بالکل اپنے گھر کی مالک اور منتظم سمجھی جاتیں
اور سب گھر کا کام کاج اُنکے تعلق ہوتا۔ نوکر چاکر بھی اُن کے تابعدار ہوتے۔
یہانتک کہ مرد بھی بے رضامندی اُن کے کوئی کام نہ کرتا۔ اگرچہ عورتوں کو باہر
نکلنے کی عام اجازت نہ تھی مگر مسجدوں میں نماز کے لئے آنے اور بضرورت باہر
نکلنے یا اپنے خاوند اور خاص عزیزوں کے ساتھ سفر کرنے سے ممنوع نہ تھیں اور منہ
اور ہاتھ کو تو شرع نے بھی ستر میں داخل نہیں کیا۔ اولاد کی تعلیم اور تربیت پہلے تو
استادوں اور اتالیق کے ذریعہ سے خاص خاص طور پر دیجاتی۔ مگر تیسری صدی
سے عام مدرسوں میں تعلیم دینے۔ اور دور دراز شہروں میں لڑکوں کو بھیجدینے کا عام
رواج ہوگیا۔ فارس اور دیلم کے سلاطین و اُمراء کا تو یہ عام طریقہ تھا کہ اولاد کو باہر
ہی بھیجکر تعلیم و تربیت دلاتے۔ اسی سبب سے اُس زمانہ کے اکثر شہزادے اور
امیرزادے عالم اور ادیب اور منشی ہوتے۔ جس کی تصدیق رچرڈسن صاحب
نے کی ہے۔ ابوالفداء جو ایک نامی بادشاہ تھا ایسا مورخ و جغرافیہ دان اور مصنف
ہوا ہے کہ اُس کی نظیر دوسری قوم میں کم ملے گی۔ کرخ کا مدرسہ جسے وزیر ابونصر نے
بنایا اور ناصریہ کالج جسے مستنصر باللہ نے دجلہ کے کنارے پر تعمیر کیا اور جس کے
متعلق شفاخانہ اور حمام اور رہنے کے مکانات بھی تھے اور جس کے لئے لاکھوں
روپیہ کا سرمایہ وقف تھا۔ اور نظامیہ مدرسہ بغداد کا عام تعلیم و تربیت کے لئے
علاوہ مدرسے تھے ✤

لڑکیوں کی بھی تعلیم گھر پر بذریعہ پڑھی لکھی عورتوں کے یا بڈھے نیک چلن اُستادوں کے ایسی عمدہ ہوتی کہ صدہا مسلمان عورتیں ایسی گذری ہیں کہ اُن کا کلام اُن کی کتابیں اسوقت ہمارے سامنے موجود ہیں۔ اُس عُمدہ تعلیم وتربیت کے سبب سے خیالات اُنکے ایسے روشن ہو جاتے تھے کہ ہمدردی اور قومی بھلائی کے جوش میں اپنا سارا سرمایہ خرچ کر دیتیں۔ ناصر الدین بادشاہ حمص کی بی بی زمرد نام نے جو ساتویں صدی میں ہوئی ہے اپنا کل مال ومتاع ایک بڑے کالج دمشق کے بنانے اور اسکے آیندہ اخراجات میں صرف کر دیا ہے۔

لباس وپوشاک کا حال یہ ہے کہ عرب کا اصلی کُرتہ اور تہمد اور ایک خاص قسم کا عمامہ یا گول ٹوپی اور موزہ یا جوتہ کو بھی وہ ایک ضروری جزو لباس کا جانتے تھے جسکو شارع نے بھی زینت نماز فرمایا ہے۔ اگرچہ مسلمانوں نے کیانیوں اور عجمیوں کا لباس زیادہ پسند کیا اور تھوڑی سی تبدیلی سے اُسے اپنے یہاں رواج دیا۔ بعض بادشاہوں نے خود بھی لباس میں کچھ ایجاد کی جیسا کہ ۱۵۳ھ ہجری میں منصور خلیفہ نے ایک لمبی گول ٹوپی جو لکڑی کی تپلی تیلیوں سے بنائی جاتی جس پر سیاہ رنگ یا کالا کپڑا منڈھا جاتا اور غالباً وہی ٹوپی ہے جسے اب انگریز استعمال کرتے ہیں۔ پھر تاتار کے مسلمانوں نے وہ سرخ ٹوپی ایجاد کی جسے اب ترک پہنتے ہیں۔ اور ہندوستان کے بھی بعض ٹھیٹ مسلمانوں کے مبارک سروں پر دکھائی دیتی ہے۔ شاہ اسمٰعیل صفوی نے ایک خاص قسم کی لال ٹوپی ایجاد کی۔ جس کے سبب سے ایرانی اپنے آپ کو قزلباش یعنے لال سروں والا کہتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی ایک خاص قسم کا درباری لباس تجویز کیا گیا یعنی سفید ململ کا جامہ جسے

آیا کی گون کہنا چاہیئے اور کمر بند اور پگڑی جس کی بڑی زینت بازو بند اور مالا سے سمجھی جاتی تھی - یہ لباس شاید مصریوں کا تھا اس لئے اسکا نقشہ شہر تھیبس کے قبرستان میں بعض بادشاہوں کی تصویروں میں پایا گیا ہے +

عورتوں کا لباس گو بہ نسبت ایک چادر اور تہبند کے بہت درست کیا گیا مگر درحقیقت اُس میں کوئی عمدہ ترقی نہیں ہوئی - کھانے پینے میں کیانیوں اور عجمیوں کی طرح دسترخوان کی رونق اور آراستگی حضرت معاویہ امیر شام کیوقت سے شروع ہوئی - پھر عباسیوں کے زمانہ میں چھوٹی میز پر کھانا رکھکر کھانے کا رواج ہوا جسے بعض نادان مولویوں نے بدعت بتایا - اور چھٹویں صدی تک اُس کا جھگڑا رہا جس کی نسبت امام غزالیؒ نے یہ تصفیہ کیا کہ نہ گناہ ہے نہ بدعت ہے بلکہ اُسمیں صرف تعظیم کھانے کی ہے - غرض آٹھویں صدی سے لے کر تیرھویں صدی تک مسلمانوں کی طرز معاشرت کو ترقی ہوتی رہی یہاں تک کہ یوروپ نے مسلمانوں ہی کی معاشرت و تمدن دیکھ کر اُسمیں ترقی کی - گیارھویں صدی کے آخر سے تیرھویں صدی تک جو صلیبی لڑائیاں مسلمانوں اور عیسائیوں میں بیت المقدس میں ہوئیں اُس کی نسبت یوروپ کے مورخوں کا قول ہے کہ وہ گو ان لڑائیوں سے بیشمار آدمی ضائع ہوئے اور بہت سا نفیس مال بغیر کسی فائدہ کے ضائع ہوا لیکن انجام کار اُس سے فائدے بھی بہت کچھ ہوئے جنمیں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اُسی زمانہ سے اہل یوروپ نے فوج کی ترتیب و اصلاح شروع کی اور تجارت اور زراعت کے طریقے اُن مشرقی قوموں سے سیکھے - اور شہریوں کی سی عادتیں اختیار کیں اور دنیا کے حالات کی تحقیق کے واسطے

سفر کی عادت ڈالی۔ خلاصہ یہ ہے کہ یوروپ کی قوموں کو تمدن کے طریقے
اُسی وقت سے معلوم ہوئے جب سے وہ مسلمانوں کی اُن قوموں سے ملے
جو تمدن اور حسن معاشرت اور علوم و فنون اور ہنر و کمالات میں اُنسے فائق تھیں
۔ تجارت اور زراعت میں بھی مسلمانوں نے بہت ترقی کی تھی اُنکو ہمیشہ سفر
کیطرف رغبت رہی ہے جب اُن کی سلطنت فرانس اور اسپین کے پہاڑوں
کے بیچ سے گذر کر ہمالیہ تک پہنچی تو اُسوقت وہ دنیا کے بڑے نامی تاجروں
میں ہوگئے اور فن زراعت میں تو مثل اُنکے کوئی نہ تھا اس واسطے کہ جس قدر پانی
کے خزانے بنانے اور اُسکو اپنی کھیتی کی کیاریوں میں برابر پہنچانے ہیں یہ لوگ
مضبوط تھے۔ دوسرا انہیں ہوا اہل عرب پہلے سے تجارت میں نامور ہیں۔ چنانچہ
وہ جزیرہ بحر احمر کا جس کو جزیرہ اسکاترہ کہتے ہیں اور لنکا کا مغربی کنارہ اور ملیبار عربوں
کی بستی سے معمور تھے اور جب مشہور جہازران واسکو ڈیگاما صاحب پندرھویں
صدی کے آخر میں ملیبار کے کنارہ پر پہنچے تو اُنھوں نے تمام تجارت مسلمانوں کے
ہاتھ میں پائی۔ چنانچہ ابتک اُن کی نسل باقی ہے جو موپلا کے نام سے مشہور ہیں۔
اور باوجودیکہ اب وہ بالکل وحشی ہو رہے ہیں مگر ہر قسم کی تجارت کرتے ہیں ۔

مسلمانوں نے جب ایران کو فتح کیا اُسوقت دجلہ اور فرات کے موہانہ پر
انھوں نے بصرہ شہر کو اس ارادے سے بسایا کہ گجرات اور سندھ بھی جو دریائے
سندھ کے پورب واقع ہے تجارت کرسکیں۔ اُنھوں نے دریائے فرات کے
کناروں سے بحر ظلمات کے ساحل تک اپنی تجارت پھیلائی اور کارسیکا اور
سارڈینا اور جنوبی اٹلی میں بہت سے شہر آباد کیئے۔ ایک عرصہ دراز تک میڈیٹرینین

ہیں اُن کے تجارتی جہاز اپنے بادبانوں سے سمندر کی لہروں کو رونق دیتے رہتے

سیاست مدن کا طریقہ جو اب امریکہ میں جاری ہے وہ مدت ہوئی کہ مسلمانوں نے قائم کیا تھا معزز و ممتاز لوگوں کی رائے سو جو کہ رائے دینے کی لیاقت رکھتے تھے اور جنکو اہل حل و عقد کہتے ہیں۔ ایک شخص کا بطور پریسیڈنٹ کے ہونا قرار پایا تھا۔ وہ پریسیڈنٹ جب تک کہ اپنے عہدے کا کام انصاف سے کرتے اپنے عہدہ پر بحال رہنے کے لائق تھا۔ بیت المال میں سے اُسکو مثل ایک عام مسلمان کے اور کچھ زیادہ حق نہ تھا۔

اس پریسیڈنٹ کو جسے ہم خلیفہ کہتے ہیں تمام امور میں معتبر لوگوں سے مشورہ کر کے کام کرنا واجب تھا۔ غلطی سے روکنے کا ہر ایک مسلمان کا حق تھا۔ اور قصور کی حالت میں موقوف ہو سکتا تھا۔ پہلے خلیفہ نے لوگوں سے کہا کہ اچھی باتوں میں میری مدد کرو اور بری باتوں میں روکنے کا تم کو حق ہے۔ دوسرے خلیفہ نے رعایا کے دلوں کے امتحان لینے کے لئے ایک روز خطبہ میں پوچھا کہ اگر میں نا جایز حکم دوں تو تم لوگ کیا کرو۔ ایک عام جوان آدمی تلوار لے کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ فوراً خلافت کی گدی سے تم کو اُتار دیں اور دوسرے کو خلیفہ بنا دیں ÷

چوتھے خلیفہ کو ایک یہودی کے مقابلہ میں زرہ کے دعوے میں ایک عام مسلمان کی طرح جج کے محکمہ میں حاضر ہونا پڑا اور جج نے اُس سچے نیک عادل خلیفہ کے برخلاف حکم دیا اس وجہ سے کہ قانون کے موافق ثبوت نہ تھا ÷

پانچویں خلیفہ برحق حسنؓ ابن علیؓ کے عہد میں بھی اصول سیاست اسی طرح قائم رہے مگر افسوس ہے کہ بہت سببوں اور بے انتہا خونریزیوں کے بچانے کی غرض سے اس خلیفہ برحق نے اپنا عہدہ چھوڑ دیا اور سلطنت شخصیہ قائم ہو گئی۔

جسکو ہمارے پیغمبر نے ملکاً عضوضاً کہا تھا اور جس کو یونانی ٹیرنٹ یعنی ظالم کہا کرتے تھے۔ اُس دن سے اصول سیاست جو مسلمانوں کے بانی نے قایم کئے تھے خود مختاری کے پانوں کے تلے روندے گئے +

شخصیہ سلطنت جاری ہونے کے بعد سلطنت موروثی اور خاندانی ہوگئی اور ولیعہدی اور جانشینی کی خراب رسم جاری ہوئی چنانچہ اکثر ظالم اور بےرحم سلطنت کے مالک ہوگئے جنہوں نے ظلم و ستم سے دنیا کو تاریک کردیا بہت سے لوگ ان واقعات میں مارے گئے اور اکثر اچھے نیک پاک لوگ جلاوطن ہوگئے مدتوں تک کشت و خون جاری رہا۔ رعایا کا مال اُن بیرحم بادشاہوں کا ترکہ اور لوگوں کی جانیں اُن کی قربانی اور فدیہ ٹھیرگئیں +

جب شخصیہ سلطنت کے جاری ہونے سے حکومت کسی قانون عقلی اور نقلی کے تابع نہ رہی بلکہ سلطنت ایک شخص کی خواہشوں اور اُسکے غیظ و غضب کے تابع ہوگئی تب اُس زمانہ کے دانا نیک آدمیوں نے اُس خود مختاری کے روکنے میں بڑی سعی کی۔ اُن کے لئے ایک مجموعہ قانون کا بنایا جو قرآن و حدیث کے صاف و صریح حکموں یا اُسکے اشاروں کنایوں اور اگلے پانچ وقتوں میں جو واقعات پیش آئے تھے اُن کی نظیروں سے مرکب تھا۔ اور اب جو ہماری فقہ کی کتابوں میں مدون ہے اور جسے قانون شریعت یا محمدن لا کہتے ہیں۔ مگر چونکہ اُس پر عمل کرنا ہمیشہ خود مختار بادشاہوں کے اختیار میں تھا۔ اور کوئی ایسی جماعت یا ایسی کونسل جو بادشاہ کو اُس کی تعمیل پر مجبور کرسے موجود نہ تھی۔ اسلئے اُس پر بہت کم عمل کیا گیا۔ اور خود مختاری کے روکنے میں یہ قانون کامیاب نہوا

جیسا کہ سلطنت شخصیہ کا عام قاعدہ ہے ویسا ہی مسلمانوں کی سلطنت
شخصیہ میں بھی ہوا۔ کبھی تخت پر ایسا ظالم قابض ہوا جس نے دنیا کو جور و ظلم سے
بھر دیا اور کبھی ایسا نیک اور عادل جانشین ہوا جس نے نہایت عدل اور
انصاف سے حکومت کی۔ اسوقت مجھ کو نہایت زیبا ہے کہ میں اُس بڑے عادل
خلیفہ عبدالعزیز کے نام کو یاد کروں جس نے اپنی حکومت میں نہایت عدل برتا۔
اُسکے عہد کے ایک صوبہ دار اسامہ نے عیسائی رعایا پر کچھ زیادتی کی تھی۔
خلیفہ نے پابہ زنجیر اُسکو طلب کیا۔ اور دوسرا حاکم اُس کی جگہ بھیجا جسکو ان احکام کی
تعمیل کا حکم دیا تھا کہ تمام عہد و پیمان جو خراج گزاروں سے کئے گئے ہیں وہ با احتیاط
قائم رکھے جاویں اور وہ لوگ اپنے عبادت خانوں اور گرجاؤں پر قابض رہیں
کوئی مسلمان ان سے پرخاش نہ کرے نہ اُن پر جھوٹی تہمت لگانے پاوے۔
انصاف کے وقت مسلمان اور غیر مسلمان برابر سمجھا جاوے۔ سلطان صلاح الدین
بھی انہیں نیک اور عادل بادشاہوں میں ہوا ہے جس نے کہ مسلمان اور غیر
مسلمان کو انصاف میں برابر جانا اور مرنے کے وقت اپنا مال جو وقف کیا۔
اُس کی نسبت وصیت کی کہ بلا لحاظ مذہب کے محتاجوں کو تقسیم کیا جاوے
مسلم ہو یا عیسائی یا یہود۔ ابن سہم کلبی جو ایک مشہور فتحمند مسلمان سردار ہوا ہے
جب وہ قرطبہ میں مسند نشین ہوا۔ اور مسلمانوں کو زمین تقسیم کرنی چاہی تو جتنی زمین
مزروعہ عیسائیوں کے قبضہ میں تھی وہ بدستور اُن کے پاس رہنے دی۔ صرف
بنجر اور غیر مزروعہ زمین کے ٹکڑے جس کا کوئی مالک نہ تھا مسلمانوں کو دیئے۔
عبدالرحمٰن جب اسپین کا امیر ہوا تو اُس نے سارے گرجے جو خلاف شرط

عہد و پیمان کے ضبط کرلئے گئے تھے واپس کردیئے +

طارق نے جس کا نام جبرالٹر یعنی جبل الطارق کی اونچی چوٹی پر لکھا ہوا ہے جب دارالسلطنت اسپین کا محاصرہ کیا اور شہر کے رہنے والوں نے صلح چاہی تو وہ اُنکے ساتھ نہایت مستقل مزاجی سے پیش آیا اور اُنکے قبضہ میں رہنے دیا۔ اُن کے مذہبی دستوروں میں کچھ مداخلت نہ کی بلکہ اُن کے باہمی حقوق و معاملات کے تصفیہ کے لئے اُن کو اپنے ججوں سے فیصلہ کرانے کی اجازت دی +

محمد قاسم جس نے اول اول ہندوستان پر چڑھائی کی گو نیک اور منصف امیروں میں نہ تھا مگر جس وقت اُس نے مغلوب ہندؤں کے حقوق کی ہدایت چاہی تو یہ جواب عرب سے اُسکو ملا کہ جب لوگوں نے اطاعت قبول کرلی تو حقوق رعایا کے مستحق ہو گئے اور اس لئے مذہبی رسومات کے اجرا کی اُن کو اجازت دینی چاہیئے۔ اور جو جاگیریں کہ برہمنوں کی ضبط کی گئی ہوں وہ واگذاشت کردی جاویں بلکہ تین روپیہ سینکڑہ ملک کے محاصل پر جو راجے اُنکو دیتے تھے وہ سرکاری خزانہ سے دینا چاہیئے۔ کیا نظیر اس کی اور کسی فتحمند قوم کی تاریخ میں پائی جاتی ہے +

اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ مسلمانوں نے اسی بات میں ناموری نہیں پائی کہ وہ بحر عرب سے نکلکر ہسپانیہ کی وادی کبیر میں جا پہنچے اور وہاں سے ہندوستان کے دریائے سندھ میں آنکلے۔ یا عرب ریگستان اور گرم خشک پہاڑوں سے چلکر اُنہوں نے اپنی فتح کی جھنڈی اسپین اور فرانس کے پہاڑوں پر گاڑ دی۔ اور تھوڑے زمانہ میں اپنی حکومت اٹھارہ سو فرسخ میں قائم کرلی

بلکہ وہ اِس باب میں بھی نامور ہیں کہ اُنھوں نے اپنے مفتوحہ اور مقبوضہ ملکوں پر اپنی راست بازی اور عہد و پیمان میں ثابت قدمی ثابت کر دی اور اپنی تھوڑی اطاعت میں غیر قوموں کو ہر قسم کی آزادی بخشی۔ جیسا کہ ڈاکٹر جے اے کانڈی اپنی تاریخ اسپین میں لکھتے ہیں کہ " وہ شرطیں جو مفتوحہ قوم پر قایم کی گئی تھیں ایسی ہیں کہ لوگوں کو بجائے تکلیف کے اُن فتح کرنیوالوں سے اطمینان ہو گیا۔ اور جب اُنھوں نے اپنی اُس تقدیر کا جو پہلے تھی اپنی موجودہ حالت سے مقابلہ کیا تو اُن کو یقین ہو گیا کہ اُن کی خوش قسمتی ہو گی۔ مذہبی رسموں کے بجالانے میں آزادی گرجا اور عبادت خانوں کی بخوبی حفاظت۔ مال عزت جان سے پورا اطمینان۔ یہ سب چیزیں اُس اطاعت کا معاوضہ نہ تھیں جو اُنھوں نے اُس فتمند قوم کی کی تھی۔ محصول جو لگایا گیا تھا وہ بہت ہی ہلکا تھا۔ اور تمام لوگوں پر عرب کا یہ اعتبار بڑھا ہوا تھا کہ وہ اپنے عہد و پیمان کو خوب قایم رکھتے ہیں۔ اُس عالم انصاف نے جو وہ ہر درجہ کے لوگوں سے بلا تمیز کسی قوم و مذہب کے کرتے تھے اُن لوگوں کا سب پر اعتبار کرا دیا۔ اور تمام قوموں کی آنکھوں میں اُن کی عزت ہو گئی اور نہ صرف اپنے معاملات بلکہ دل کی فیاضی اور عادات کی عمدگی اور اپنی جبلی خاطرداری سے عرب والے اپنے وقت کے عام لوگوں میں معزز و ممتاز تھے ‹›

ایک نامی مؤرخ انگلستان کا لکھتا ہے کہ جب سلطان صلاح الدین نے دوبارہ بیت المقدس کو فتح کیا تو وہ اُنسے اُسی طرح پیش نہ آیا جیسا کہ دسویں صدی کے آخیر لڑائی میں فتح کرنیوالے عیسائی مسلمانوں سے پیش آئے تھے۔ اور جنھوں

نے بیت المقدس کے قلعہ میں چالیس ہزار مسلمان مع زن و فرزند کے قتل کر ڈالے تھے۔ بلکہ اُس نے کچھ ظلم نہ کیا اور جب اہل قلعہ نے اپنے تئیں اُسکے سپرد کیا۔ سلطان نے اُن عیسائی قیدیوں پر نہایت مہربانی کی اور جو لوگ ایسے غریب تھے کہ اپنی رہائی کی قیمت نہ ادا کر سکے اُنہیں مفت آزاد کر دیا۔ اِس بادشاہ کے تہذیب اخلاق کے سامنے بادشاہ فرانس تو کیا بلکہ رچرڈ شیر دل کی بھی کچھ حقیقت نہ رہی)۔

ملک سپین کو جو ترقی اور آبادی اور رونق مسلمانوں کی حکومت کے زمانہ میں ہوئی اُسکی نسبت ایک فرانسیسی عالم لکھتا ہے کہ "اُس کی ترقی اور آبادی کا قیاس اسپر کر لینا چاہیئے کہ ایک مقام قرطبہ میں دو لاکھ گھر اور چھ سو مسجدیں اور پچاس شفاخانے اور اسی عام مدرسے اور نو سو حمام تھے اور سڑکوں پر قندیلیں اسقدر روشن ہوتی تھیں کہ شہر میں چلنے والے اُسکی روشنی میں پھرا کرتے تھے"۔

جن فتحمند مسلمان بادشاہوں نے ہندوستان کو فتح کیا اُن میں بھی اچھے اور بُرے عادل و ظالم سب طرح کے ہوئے مگر اُنہیں کی بدولت ہندوؤں میں بھی تہذیب و شائستگی پھیلی۔ جسوقت مسلمانوں نے اپنی فتح کا نشان ہمالیہ پہاڑ کی اونچی چوٹی پر اُڑایا اُسوقت دیکھنا چاہیئے کہ ہندوستان کی قوموں کا اُن کے لباس کا۔ اُنکی طرز و معاشرت کا کیا حال تھا۔ اور مسلمان فتحمندوں کی فتوحات نے ہندوستان کے دلوں اور اُنکی خصلتوں پر کیا اثر کیا۔ اور اُن کے اخلاق و معاشرت و تمدن میں کیسی تبدیلی پیدا کی۔ جوتا پہننا اُنہوں نے سکھایا۔ کپڑا پہننا اُنہوں نے بتایا۔ فرش پر بیٹھنا۔ مختلف طرح کے کھانوں کا پکانا۔ مکانات

کی آراستگی ۔علم مجلس ۔ اور ہزاروں چیزیں تہذیب و شائستگی کی اُنہیں کی بدولت ہندوؤں میں پھیلیں ۔بڑے بڑے شہر اُنکی بدولت آباد ہوئے ۔عمدہ عمدہ عمارتیں جواب دنیا میں بےنظیر گنی جاتی ہیں اُنہیں کی توجہ سے تعمیر ہوئیں ۔ ہاں یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اُن کا زمانہ ایسی تہذیب اور سویلیزیشن کا تھا جیسا کہ اب کوئین وکٹوریا کا ہے ۔جن متعصب مورخوں نے مسلمان بادشاہوں کے کچھ صحیح کچھ غلط حالات ایک تعصب کے جوش سے بیان کئے ہیں اُنکو چاہیئے تھا کہ اُنکے وقت کا مقابلہ نارمن لوگوں کے اُس عہد سے کرتے جب کہ اُنہوں نے اینگلوسیکشن پر فتح پائی تھی ۔ نہ کوئین وکٹوریا کے عہد سے ؛

چند سال ہوئے کہ ایک ہندو نے وائسرائے کی دارالحکومت یعنی کلکتہ سے پورانی مغل کی دارالخلافت یعنی دہلی تک سفر کیا اور اس مختصر سفر کا ایک سفرنامہ تیار کیا جس کی عبارت اُنہوں نے اپنی دانست میں لارڈ مکالی کو شرمانے والی لکھی تھی اُسمیں اُنہوں نے لکھا تھا کہ کوئی آفت اور کوئی مصیبت مسلمانوں کی عملداری سے زیادہ ہندوستان میں نہ تھی ۔اُنہوں نے تمام خوبیوں کو برباد کر دیا تھا۔ اس کتاب پر ٹیمز آف لنڈن کے اخبار میں ایک ریویو نکلا تھا۔ اُس ریویو میں یہ فقرہ مندرج ہے کہ ”مسلمانوں کو بُرا کہنا اُنکے عیبوں کو ڈھونڈنا گو وہ صحیح ہوں ایک ہندو کے مُنہ سے نہایت نازیبا معلوم ہوتا ہے“ ؛

ایک بڑا الزام مسلمانوں کی سیاست پر یہ دیا جاتا ہے کہ مذہب تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ۔اور لوگ زبردستی مسلمان کئے گئے ۔مگر یہ الزام حقیقت میں صحیح نہیں ہے ۔سیل صاحب لکھتے ہیں کہ ” وہ لوگ نہایت دھوکہ کھاتے ہیں جو خیال کرتے ہیں

کہ مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے" پھر یہ بھی لکھتے ہیں کہ "اُن لوگوں نے اسلام
کیوں قبول کیا جنپر مسلمانوں نے کبھی فوج کشی نہ کی تھی - اور پھر اُن لوگوں نے جنھوں
نے اہل عرب کو اُن کے فتوحات سے محروم کردیا اور اُنکی سلطنت بلکہ خلیفوں کا خاتمہ
کردیا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بات اس سے بڑھکر بھی جو ایک مذہب میں عموماً خیال
کی جاتی ہے - اور جس سے ایسی عجیب ترقی ہوئی - وہ لوگ جو مسلمانوں کو یہ الزام دیتے
ہیں کیا جواب دیسکتے ہیں اس بات کا کہ ترکی جنھوں نے حجازیوں پر
آٹھویں صدی کے آخیر پر حملہ کیا مسلمان نہ تھے اور پھر تھوڑے ہی دنوں بعد اپنے
مغلوب حجازیوں کے دین میں مسلمان ہوگئے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود اسلام
کی خوبیوں نے اُن کو مسلمان کردیا - گبن صاحب کہتے ہیں - افریقہ اور ایشیا کے لکھوکھا
نومسلم جنھوں نے کہ عرب کے مسلمانوں کی تعداد بڑھادی - ایک خدا اور اُس کے
رسول پر ایمان لانے میں فریفتہ ہوگئے تھے" الفنسٹن صاحب نے بھی ہندؤں کا
جبراً مسلمان کرنا تسلیم نہیں کیا - چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ "محمود غزنوی نے ایک ہندو کو بھی
جبراً مسلمان نہیں کیا - نہ سوائے لڑائی کے کسی ہندو کے خون سے تلوار کو آلودہ کیا"
یہ حال مسلمانوں کے پہلے زمانہ کی تہذیب کا تھا - مگر جب ہم اسکا بیان کرنا
چاہتے ہیں کہ وہ اب کیسی ہے تو نہایت درد و حسرت سے ہم کو یہ لکھنا پڑتا ہے کہ نسبت
سابق کے ہر بات میں مسلمانوں کی تہذیب نہایت تنزل پر ہے +

مذہب کا یہ حال ہے کہ جو مسئلہ اصل اصول اسلام کا تھا یعنی سوائے ایک خدا
کے اور کسی کو نہ ماننا وہ اپنی اصلیت پر نہ رہا - ہزارہا مسلمان ہیں جو سوائے خدا کے ظاہراً
یا باطناً زندوں یا مردوں - جاندار یا بیجان چیزوں کو پوجتے ہیں - اور جن اور بھوت

و پلید کو مانتے ہیں۔ تعویذ و گنڈے بناتے ہیں۔ حاضرات کا عمل کرتے ہیں شگونوں پر چلتے ہیں۔ خدا کے سوا دوسروں کی نذر نیاز کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض کمبخت خدا کے سوا اوروں کی نماز بھی پڑھتے ہیں +

روحانی تہذیب جو جان اسلام کی تھی اُس کا لوگوں کے دلوں میں کچھ بھی اثر نہیں پایا جاتا صرف ظاہری بناؤ سنوار پر اصل اسلام رہ گیا ہے۔ صدہا مسلمان ہیں کہ سہروں ہاتھ پاؤں دھوتے ہیں گھنٹوں دریا میں پڑے رہتے ہیں۔ بے محراب دار جا نماز کے نماز نہیں پڑھتے۔ بے زیتون کے دانوں کے خدا کا نام نہیں لیتے۔ و کھانے کے لیئے جیب میں مٹی کے ڈھیلے۔ اور بند میں پیلو کی مسواک۔ اور دوش پر مصلے اور رومال میں سُرمہ دانی اور ہاتھ میں تسبیح لئے پھرتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ دل کو بُرے خیالوں اور بدجذبوں سے پاک کرنے سے مراد پر پہنچنے کی کچھ فکر نہیں کرتے +

مذہبی تعلیم بھی اپنی حالت پر باقی نہیں رہی۔ اچھے اچھے عالم بجائے وعظ و نصیحت کے جب کسی مخالف سے بات کرتے ہیں تو اُن کا چہرہ سرخ آنکھیں میلی پیلی ہو جاتی ہیں۔ بُرا بھلا کہنے لگتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر سیاست کا خوف مانع نہ ہو تو مار ڈالنے میں بھی تامل نہ کریں +

ایسے مغلوب التعصب لوگوں کے علاوہ جو نہایت نیک عالم ہیں اُنکا بھی وعظ اپنی ہی مسجد کے سایہ اور مریدوں کے حلقہ میں ہوتا ہے۔ اور اُنہیں باتوں پر جن کو ہر کوئی جانتا ہے ہم نے آج تک نہیں سُنا کہ کبھی مولوی صاحب نے مسجد سے نکل کر مذہبی منادی کرنے کے لیئے کسی ریگستان کی گرم ہوا کا صدمہ اُٹھایا ہو۔ کسی

پہاڑ پر جنگلی لوگوں سے اسلام کے پھیلانے میں مصیبت سہی ہو یا سوائے اُن معمولی باتوں کے جس سے سب کے کان بھرے ہوئے ہیں کسی نے کوئی تحقیق کی بات بھی زبان سے نکالی ہو +

امامت کی یہ کیفیت ہے کہ ہر ایک فرقہ ہر ایک گروہ نے اپنا ایک جدا امام ٹھہرا لیا ہے اور اُنکو روم کے پوپ سے بھی بڑھ کر معصوم سمجھ رکھا ہے۔ اور قرآن تو صرف تعویذ بنا کر بازو پہ باندھ لینے یا مردوں پر فاتحہ پڑھنے کے لئے رہگیا ہے +

اجتہاد پر وہ اعتقاد ہے کہ ہر ایک نے اپنے مجتہد کو نبی سمجھ رکھا ہے سر مو اُنکے فعل یا قول یا رائے سے تجاوز کرنا جایز نہیں جانتے۔ اُنکے نزدیک۔ اُس پاک اور معصوم نبی کے قول جس کی باتیں ریگستان اور عرب کے پھرنے والے [illegible] اُنکے مجتہدوں کے سوا دوسرا کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا نہ بے واسطہ اُنکے مجتہدوں کے کسی کو اُس پر چلنا جایز ہے +

جوگی پنے اور تجرد اور رہبانیت کا وہ حال ہے کہ صدہا جوگی مسلمان خیالی دنیا چھوڑے ہوئے حزبیہ تحصیل کرتے اور اپنی جھولیوں کو گول گول ابض نورانی سے بھرے ہوئے دنیا داروں کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ اور مسلمان جاہل بھی اُن کو ولی اور خدا رسیدہ سمجھ کر اُنکے ہاتھوں خدا کو رشوت بھیجتے ہیں +

تبرکات اور رسوم اور تیوہاروں کا حال ظاہر ہے کہ ہر شہر میں قدم رسول اور مولا علیؑ کی درگاہ اور امام حسنؓ کی کربلا اور حضرت عباسؓ کا روضہ اور بی بی فاطمہؓ کی زیارت موجود ہے اور صدہا مرے ہوئے ولیونکے مزاروں پر عیدگاہوں سے زیادہ ہجوم ہوتا ہے اور اُنکے تبرکات کی زیارت نجات کا ذریعہ سمجھی جاتی

ہے۔اور اُنکے مٹی کے ڈھیروں سے مرادیں مانگی جاتی ہیں ✝

علم کا یہ حال ہے کہ علم ادب کسی کو اس زمانہ میں آتا ہی نہیں۔شاید معدودے چند مسلمان عالم ہونگے جو ٹوٹی پھوٹی عربی لکھ سکتے یا بول سکتے ہوں ✝

علوم مذہبی کا جاننے والا اور تحقیق کرنے والا ایک بھی نہیں رہا۔بڑی علمیت اس میں رہگئی ہے کہ فقہ وحدیث یا تفسیر کی کتابوں میں سے کسی مطلب کے لئے کوئی روایت ڈھونڈ کر نکال لیجاوے خواہ وہ صحیح ہو یا غلط ✝

فلسفہ تو اب ہماری قوم میں نام کو بھی نہیں سُنا جاتا۔چند طالب علم کہیں کہیں یونانی فلسفہ کی کتابیں پڑھتے ہیں جس کی جہلیت سے پڑھانے والا پڑھنے والے سے کچھ زیادہ واقف نہیں ہوتا ✝

طبیعات جاننے والا مسلمانوں میں کوئی نہیں رہا۔ہاں چند مسائل کا بیان اِس زمانہ کے عالم اِس طرح پر کرتے ہیں کہ عناصر چار ہیں۔خاک۔باد۔آب۔آتش یہ چاروں بسیط ہیں۔خاک کے اوپر آب اور آب کے اوپر باد اور باد کے اوپر آگ ہے اور وہ بہت بڑا ناری کرہ ہے۔آسمان کی حرکت سے مشتعل رہتا ہے۔مگر چونکہ قطبین کی طرف حرکت کم ہے اسلئے وہاں مشتعل بھی کم ہے۔اور اس سبب سے اسکی شکل اہلیلجی ہوگئی ہے۔جب شاگرد پوچھتا ہے کہ اہلیلجی کیا شکل ہے تو اُستاد اپنی سرمہ دانی نکال کر دکھلا دیتے ہیں کہ ایسی بیچ میں سے موٹی۔دونوں طرف سے پتلی۔پس اس زمانہ میں عالموں کی یہ طبیعات رہگئی ہے جسپر ہر کوئی ہنستا ہے ✝

علم ہیئت بڑے بڑے درسگاہوں میں تشریح الافلاک اور قوشجی سے زیادہ نہیں پڑھایا جاتا۔بڑے بڑے عالم اس زمانہ کے چغمینی سے زیادہ نہیں جانتے۔اُنہیں یہ

پڑھایا جاتا ہے کہ آسمان پیاز کے پتروں کی مانند تہ در تہ ہے۔ سب سے اوپر کے
پتر کی حرکت سے تمام اندرونی پتر سے حرکت کر جاتے ہیں اور اسی طرح سے دن
رات اور رات دن ہو جاتا ہے۔ دُم دار ستارے کو اب تک ہمارے مولوی صاحب
یہی سمجھتے ہیں کہ وہ زمین کا دھواں ہے جو کرہ آگ کے کرہ تک پہنچنے سے جلنے لگتا
ہے اور رفتہ رفتہ بجھ جاتا ہے ✣

ہندسہ و حساب کچھ باقی ہے۔ اقلیدس کا ایک مقالہ اور خلاصۃ الحساب
کی تحصیل۔ اربعہ یا جذر تک فضیلت کی پگڑی بندھوا دیتی ہے۔ مگر طالب علم یہ سوچتے
ہیں کہ تحریر اقلیدس کے پڑھنے اور ان ٹیڑھی سیدھی شکلوں کے بنانے میں کیا فائدہ ہے
علم طب۔ ہاں یہ علم بیشک بڑی ترقی پر ہے۔ جس کے عالم یعنی طبیب ابھی
تک معدہ سے جگر تک ماساریقا ہی کی تنگ راہ کو ڈھونڈ رہے ہیں۔ قطع نظر اس کے
یہ علم جس قدر کہ مسلمانوں میں تھا اب اُس کا جاننے والا ہی نہیں رہا ✣

علم نباتات کی تحقیقات اعلےٰ درجہ پر پہنچ گئی ہے۔ اچھے پڑھے لکھے مسلمانوں
نے لکھا ہے کہ سراندیپ میں ایک درخت ہے جس پر کلمہ لکھا ہوا ہے۔ نہ زمین پر اُس کا
پتہ گرتا ہے نہ کوئی جانور اُسے کھا سکتا ہے۔ ہمیشہ تر و تازہ رہتا ہے۔ بڑے بڑے
عالموں کا اس پر یقین ہے کہ بعضی بوٹیاں ایسی ہیں جن سے سونا چاندی بن سکتا ہے۔
علم حیوانات میں بلا شبہ بڑی ترقی ہے۔ کیونکہ ہم اپنے ہاں کے بڑے بڑے
عالموں کو تقریر کرتے سنتے ہیں کہ اگر بکری کتے سے بچہ پیدا ہو تو اس کا کھانا درست
ہے یا نہیں ✣

علم جغرافیہ کا بیان کرنا بے فائدہ ہے۔ بڑے بڑے عالم یہ یقین رکھتے ہیں کہ

عدن میں شداد کی بہشت موجود ہے جس کی دیواریں سونے چاندی اور ستون زمرد و یاقوت کے ہیں اور موتی و جواہر کنکر پتھر کی طرح پڑے ہیں۔ اگر کوئی بھولے سے پہنچ جاتا ہے۔ تو اونٹ اپنا جواہرات سے بھر لاتا ہے +

دستکاری و فنون بعض تو معدوم ہو گئے اور جو مفید تھے وہ اب تک ہیں اور میری دانست میں بہ نسبت زمانہ سابق کے زیادہ ترقی پر ہیں +

اخلاق کا یہ حال ہے کہ سچائی اور وفاداری۔ اخلاص و محبت۔ نیکی و ہمدردی کا نام نہیں۔ جھوٹ اور مکر۔ ریا اور نفاق۔ کینہ اور عداوت سے گنتی ہی کے مسلمان محفوظ ہونگے +

دو آدمی جن سے کبھی کی جان پہچان نہ ہو اس اخلاص سے ملینگے کہ گویا ماں جائے بھائی ہیں مگر دو دوست ایسے کم نکلینگے کہ پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کی بدگوئی اور غیبت نہ کریں۔ منہ پر تعریف کرنا اور پیچھے گالیاں دینا ایک عام خصلت ہے۔ اقرار کا پورا کرنا۔ وعدہ کا وفا کرنا کوئی جانتا ہی نہیں۔ مکر و ریا کی مجسم صورت کسی نے نہ دیکھی ہو تو وہ ہمارے زمانہ کے مولویوں اور درویشوں کو دیکھ لے صورت میں فرشتے اور سیرت میں شیطان +

حسد اور عداوت تو ہم لوگوں کا خمیر ہو رہا ہے۔ کیسی عزت ہم لوگوں نے دیکھی ہی نہیں جاتی۔ ہمدردی اور عام محبت کا سایہ بھی کسی کے دل پر نہیں پڑا۔ ہمارے خیال ہی میں یہ بات نہیں آتی کہ انسان اپنے ذاتی کاموں کے سوا عام بھلائی کے کام بھی کرتا ہے +

غیر مذہب والوں سے سچائی اور اخلاص اور محبت سے پیش آنا تو مسلمان

کو اسلام سے خارج کر دینا ہے۔ ہاں جھوٹی خوشامد کرنا اور نہایت عاجزی
اور ذلت سے کسی امید یا خوف کے سبب سے سر قدموں پر رکھ دینا عام دستور ہے
رہا آداب مجلس کے تو ایسے ہیں کہ جس نے جنگل میں بھیڑ۔ بکریوں کا ریوڑ نہ دیکھا
ہو وہ مسلمانوں کی مجلس آکر دیکھ لے۔ بلا اطلاع بے اجازت کے بے ضرورت
کسی کے ہاں جانا۔ بے وجہ پہروں بیٹھے رہنا۔ اور بیہودہ فضول لغو باتیں کرنا۔
اور فحش اور اخلاق و حیا کے برخلاف مثلوں اور کہاوتوں اور شعروں کا زبان
پر لانا۔ بات بات پر قسم کھانا۔ ایک کا دوسرے کو برملا جھوٹا کہہ دینا۔ حرکات و
سکنات میں آدمیت کا لحاظ نہ رکھنا۔ بات کرتے کرتے قہقہہ مار کر دوسرے
کے ہاتھ کو زور سے جھٹک دینا یا اسکے زانو پر ہاتھ مارنا۔ کسی کی بات کو پوری ہونے
سے پہلے بیچ میں بول اٹھنا معمولی آداب ہمارے یہاں کی مجلسوں کے ہیں ؛

شادی بیاہ کے دستورات نہایت ہی نامعقول ہیں۔ اول تو سب
سے بڑا مقصود نکاح کا یعنی رضامندی طرفین کی حاصل ہی نہیں ہوتا۔ نہ مرد عورت
کو دیکھنے پاتا ہے نہ عورت مرد کو۔ یومنون بالغیب پر نکاح کا مدار آرہا ہے
اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مرد و عورت دونوں نکاح سے ناراض ہوتے ہیں مگر شرم
و خوف سے کچھ بول نہیں سکتے۔ مرد تو دل سے انکار اور زبان سے اقرار کرتا
ہے۔ اور عورت اپنی حالت زار پر آٹھ آٹھ آنسوؤں سے روتی ہے عین نکاح
کے وقت جو نامعقول رسمیں ادا کی جاتی ہیں وہ تو ذکر کرنے کے ہی لائق نہیں
اگر ہندوستان کا دولھا پھولوں کا سہرہ سر پر ڈالے۔ سرخ جوڑا پہنے۔ آنکھوں میں
کاجل لگائے۔ ہاتھ پاؤں میں مہندی ملے ہوئے ایک ٹٹو پر سوار ولایت کے

کے کسی تھیٹر میں کھڑا کر دیا جائے تو غالباً سارا شہر اس عجیب تماشہ کے دیکھنے کو جمع ہو جاوے پھر فضول اخراجات شادی کے اور کھانا بانٹنا یا عام گروہ کو بھیڑ بکریوں کے ریوڑ کی طرح اکٹھا کر کے کھانا کھلانا کیسی نامعقول رسم ہے۔ اُسپر قصبات و دیہات کی وحشیانہ رسمیں تو وبال جان ہیں۔ شرم اس کا نام ہے کہ عورت مرجاوے پر کسی کے سامنے خاوند سے نہ بولے۔ بوڑھی ہو جاوے مگر ماں باپ کے سامنے گھر کا انتظام نہ کرے اور اگر بھولے سے خاوند کا نام لے لیتی ہے تو نکاح ہی ٹوٹ جاتا ہے +

اسمیں کچھ شبہ نہیں کہ مسلمان عورتیں شریف خاندان کی اکثر پڑھی لکھی اور خوش سلیقہ باتمیز صاحب عصمت و حیا ہوتی ہیں اور اپنے گھر کا انتظام نہایت خوبی سے کرتی ہیں۔ اور خاندانی عزت کا خیال تو ان کا خمیر ہے۔ مگر مردوں کی نالایقی اور بدچلنی اور نکاح کے نامعقول دستوروں اور معاشرت کی بدرسموں کے سبب سے اکثر وہ اُس خوشی سے محروم رہتی ہیں جس کی وہ مستحق ہیں +

بیوہ عورتوں کے نکاح کا معیوب جاننا جو سراسر اسلام کے خلاف ہے عام دستور ہے۔ مگر یہ ساری خرابیاں ہمارے ملک ہندوستان ہی میں ہیں اور مسلمانی ملکوں میں یہ خرابیاں کم ہیں +

اولاد کی تعلیم و تربیت کا یہ حال ہے کہ تمام ہندوستان میں ایک مدرسہ بھی ایسا نہیں ہے جو موافق اس ترقی یافتہ زمانہ کی حالت کے کافی ہو۔ بعض نیک مسلمانوں نے اپنے طور پر چند جگہ عربی فارسی کے مدرسے قایم کئے۔ مگر افسوس ہے کہ اُن کی کبھی مدد مسلمانوں نے نہ کی۔ روز بروز اُن کی حالت تنزل پر ہے۔

لیکن اگر وہ ترقی بھی پاویں تب بھی ہماری حاجتوں کے لئے کافی نہیں ہیں اس لئے
کہ جو علوم اُنمیں پڑھائے جاتے ہیں اُنمیں سے بعض تو ایسے ہیں کہ جنکے اصول ہی
غلط ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ زمانہ حال کی ترقی نے اُن کا رنگ ڈھنگ بدل
دیا - اور بعض بالکل غیر مفید اور فضول ہیں - ان علموں سے ہرگز یہ امید نہیں ہوسکتی
کہ ہمارے خیالات کو ترقی ہو یا ہمارے دلوں میں آزادی اور تحقیق کا ولولہ
پیدا ہو یا دنیا کے عجائبات اور موجودات کے حقایق دریافت کرنے میں ہم کو
اُن سے کچھ مدد ملے یا وہ ہمارے فنون کی ترقی اور تجارت اور زراعت اور مال
و دولت کے بڑھانے میں کچھ کام آویں - پھر جس طور پر تعلیم ہوتی ہے وہ بھی ایسی
نہیں ہے کہ جسقدر عمر کا حصہ اسمیں صرف ہوتا ہے اُسکا پورا معاوضہ ملتا ہو یا سوائے
لفظوں اور عبارتوں کے علوم کی حقیقت کا اثر پڑھنے والے کے دل پر ہوتا ہو۔

تعلیم سے بڑھ کر ہماری اولاد کو تربیت کی حاجت ہے جس کا کچھ بھی سامان
نہیں ہے - ہزار ہا لڑکے اُن خاندانوں کے جو کہ علم اور شرافت اور عزت میں نامور
ہیں کمینوں کی صحبت میں بیٹھ کر اُنکی عادتیں اختیار کر لیتے ہیں اور بدچلن بازاری
آدمیوں کے ساتھ رہکر آوارہ ہو جاتے ہیں - اور امیروں اور نوابوں کی اولاد
کا بدچلن ہونا تو ایک ضروری امر ہے - اس لئے کہ ہندوستان کی امیری اور بدچلنی
نوابی اور جہالت لازم و ملزوم ہیں - اِن آفتوں سے بچکر اگر تربیت بھی ہوتی ہے تو
ایسی کہ جس کا فائدہ تربیت نہ پانے سے زیادہ نہیں ہوتا - مدرسوں کے طالب علم
اگر صبح سے آدھی رات تک برابر کتاب دیکھتے رہیں تو بڑی تعریف کے مستحق ہوتے
ہیں - اور کوئی ایسا کھیل جس سے اُنکے قوائے جسمانی کو طاقت ہو اور قدرتی

جذبات شگفتہ ہوں کھیلنے نہیں پاتے۔ تو اُس کا کچھ سامان ہے اس واسطے اکثر طالب علم ایسے ضعیف و کمزور و لاغر ہوتے ہیں کہ جب مدرسے سے نکلتے ہیں تو شبہ ہوتا ہے کہ شاید کوئی مردہ قبر سے نکلا ہے۔ پھر اخلاق کے درست کرنے اور چال چلن میں شائستگی پیدا کرنے اور عمدہ طور سے زندگی بسر کرنے کی عادت ڈالنے کا کوئی سامان نہیں ہے۔ یہ مثال ٹھیک ٹھیک ہمارے مدرسہ کے پڑھے ہوؤں پر صادق ہوتی ہے کہ مولویوں کی عقل لڑکے۔ اور لڑکوں کی عقل کتاب لے لیتی ہے۔ یہ نقص تعلیم و تربیت کا زیادہ ہندوستان میں ہے۔ مگر ٹرکی اور مصر اور ٹونس میں انتظام ہوتا جاتا ہے چنانچہ ۱۵ ہزار مدرسہ ٹرکی کی علمداری میں ہیں جن میں سے دس لاکھ سے زیادہ لڑکے پڑھتے ہیں اور خاص قسطنطنیہ میں ایک یونیورسٹی قائم ہے۔ اور دستور التعلیم کے مدرسے اور عورتوں کے اسکول۔ انتہائی علوم کے کالج بالکل یوروپ کے ڈھنگ پر جاری ہیں۔ مصر میں بھی اسی طور کا انتظام ہے۔ خود خدیو مصر کے دونوں لڑکے لنڈن کے مدرسہ میں تعلیم و تربیت پاتے ہیں +

لباس و پوشاک ہم ہندوستانیوں اور سنٹرل ایشیا کے مسلمانوں کا کچھ عمدہ نہیں ہے نہ خاص خاص وقتوں اور جلسوں کے لئے کوئی مخصوص لباس ہے۔ مگر جو لباس ترکوں نے سلطان محمود کے وقت سے پسند کیا ہے اور جسے بعض دانا مسلمانوں نے ہندوستان کیلئے بھی اختیار کیا ہے وہ نہایت عمدہ ہے۔ عورتوں کا لباس تو ایسا ہے کہ خود مہذب مسلمان اُس سے شرماتے ہیں +

ہم ہندوستان اور ایشیا کے مسلمانوں کے کھانے کا طریق بھی کچھ عمدہ نہیں ہے مگر ترکوں اور اکثر مصریوں نے بالکل یوروپ کے طور پر یا قریب قریب اُس کے

طرز کھانے پینے کا اختیار کیا ہے اور ہندوستان کے بھی بعض تہذیب یافتہ مسلمانوں نے اُسے رواج دیا ہے +

سیاست مدن میں ایشیا کے مسلمان نہایت ابتری کی حالت پر ہیں۔ بخارا اور خیوا اور مسقط اور زنجبار میں جیسے شرع اور عقل اور انصاف اور اخلاق کے برخلاف سیاست کے قاعدے جاری ہیں اور جس میں بعض ظلموں کے دور کرنے کے لئے یوروپ کی تربیت یافتہ گورنمنٹوں نے اپنا فرض بھی ادا کیا اُن سے مسلمانوں کی بہت کچھ بدنامی ہوتی ہے۔ ہاں یوروپ کی دیکھا دیکھی ٹرکی اور مصر اور ٹونس میں کچھ ترقی شروع ہوئی ہے اور سیاست مدن کی اصلاح ہوتی جاتی ہے۔ اُنکے پورانے تاریک خیالات بدلتے جلتے ہیں۔ چنانچہ ایک نامہ سے جو سلطان نے جنوری ۱۸۷۳ء میں شاہ بخارا کو لکھا تھا۔ جبکہ اُس نے سلطان سے بمقابلہ روس کے مدد مانگی تھی۔ شاہ بخارا اور سلطان کے خیالات کا تفاوت معلوم ہوتا ہے۔ سلطان لکھتا ہے کہ "واب سلطنت یہ ہے کہ اپنے دوست اور آشنا کو پہچانتا رہے اور سلاطین دور و نزدیک سے راہ و رسم جاری رکھے اور رشتہ محبت و اُلفت کو محکم و مضبوط رکھے مگر تم نے کسی سلطنت سے راہ و رسم ظاہری پیدا نہ کی اور وضع برتاؤ اپنا یہ رکھا کہ کوئی سیاح یا کوئی وکیل کسی سلطنت کا تمہارے ملک میں وارد ہوا اگر وہ قوم انگریز یا روس ہوا تو اُسکو تم نے سرباز ار قتل کیا اور اگر اہل ایران تھا تو اُسکو شیعہ ہونے کے سبب پکڑکے فروخت کیا۔ اگر باشندہ روم تھا تو اُس پر تہمت جاسوسی اور خفیہ نویسی لگا کر چاہ سیاہ میں قید کر کے ہلاک کیا۔ اب انصاف کرنا چاہئے کہ یہ راہ و رسم کیسی ہے۔ تم نے وہ طریقہ رکھا ہے کہ کسی

سلطنت کی تمہارے ساتھ دوستی نہیں تو اب کس واسطے اور کس رابطہ سے امداد چاہتے ہو۔ اور میں باظہار کونسی راہ و رسم کے شاہ روس سے بگاڑوں"۔ یہ فرق شاہ بخارا و سلطان کے خیالات میں ہوا صرف نتیجہ یوروپ سے نفرت اور اختلاط کا ہے۔ یہ کیفیت حال کے تنزلات کی جو میں نے بیان کی ضرور ہے کہ اُسکے سببوں پر بھی کچھ غور کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ ہر نتیجہ ایک مناسب سبب سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ہر ایک سبب کا اُسکے مناسب نتیجہ ہوتا ہے۔ پس یہ ایک نہایت ضروری امر ہے۔ اُن سببوں کی چھان بین کیجاوے جن سے یہ تنزلات پیدا ہوئے۔ چنانچہ میرے نزدیک اُسکے چند سبب ہیں :-

اول شخصیہ سلطنت کا ہونا۔ تمام ایشیا میں ملکی اور قومی اور علمی ترقیاں یا تنزلات ایک بادشاہ کے خیال پر منحصر ہیں۔ جس طرف وہ متوجہ ہوتا ہے کل رعایا کی توجہ اُسی طرف ہوتی ہے۔ چونکہ مسلمانوں میں سوائے ابتدائی زمانہ کے ہمیشہ شخصیہ سلطنت رہی اور مختلف مزاج اور مختلف خیال کے بادشاہ تخت نشین ہوئے۔ اس لئے پوری پوری ترقی کسی بات میں حاصل نہیں ہوئی اور اخیر میں جب بادشاہ برابر نالایق اور جاہل اور کاہل ہوتے گئے اور علوم و فنون کی طرف اُنہوں نے کچھ توجہ نہ کی۔ مسلمانوں کو بھی ہر بات میں تنزل ہوتا گیا۔ اگر مسلمانوں میں بے خیال بادشاہ کے ہر چیز کی طرف وہ توجہ ہوتی جو اب یوروپ کی رعایا کو ہے تو ہرگز یہ قومی تنزلات نہ ہوتے +

دوسرا سبب مذہبی اوہام۔ میرے نزدیک جیسا کہ ایک سچا مذہب جو اوہام اور غلط خیالات سے پاک ہو تہذیب کی ترقی کا بڑا سبب ہوتا ہے۔ اسی

طرح جھوٹا مذہب یا وہ مذہب جس میں لغو اوہام اور بیہودہ خیالات مل جُل گئے ہوں ساری ترقیات کے روکنے کا بڑا قوی سبب ہے +

مذہب اسلام فی نفسہ نہایت سچا اور صحیح مذہب ہے مگر خود ہم نے اپنے لغو خیالات سے اسکو ایسا کر رکھا ہے کہ علوم میں۔ فنون میں۔ اختلاط میں۔ غرضکہ ہر چیز میں بجائے ترقی کے ہم کو مذہبی مزاحمت ہوتی ہے۔ اور آزادی رائے جو ایک قدرتی حق اور ایک سچے مذہب کا پہلا اصول ہے وہ بالکل جاتی رہتی ہے حالانکہ آزادی رائے کی مزاحمت ہی ساری خرابیوں اور تمام تنزلات کی جڑ ہے۔ کیا خوب کہا ہے مل صاحب نے کہ "جب انسان کا دل قانون کے خوف یا کسی اور ڈر سے بڑی بڑی ضروری باتوں پر آزادانہ گفتگو نہیں کر سکتا تو اکثر سُست اور ضعیف ہو جاتا ہے۔ اور جب کہ یہ سستی کسی قدر اور زیادہ ہوتی ہے تو روزمرہ کی باتوں اور معمولی معاملوں میں بھی کچھ ترقی نہیں کر سکتا۔ اور جب کہ اور بھی زیادہ سُستی بڑھ جاتی ہے تو وہ اپنی پہلی حاصل کی ہوئیں باتیں بھی بھول جاتا ہے" +

مسلمانوں میں مزاحمت آزادی رائے کی ہر زمانہ میں مذہبی اوہام کے سبب سے جاری رہی۔ کسی زمانہ میں کم کسی میں زیادہ۔ اور اسی وجہ سے عام ترقی مسلمانوں نے کی۔ جب یہ مزاحمت بڑھ گئی تو پورا پورا تنزل اُن کو نصیب ہوا۔ چنانچہ ہم اپنے زمانہ میں سارے تنزلات اس مزاحمت کی ترقی ہی کے سبب سے دیکھتے ہیں +

تعصبات یعنی عام دوستی نہ رکھنا۔ سچائی اور صفائی سے غیر قوموں سے نہ ملنا۔

غیر مذہب والوں کی عمدہ باتوں کو اختیار نہ کرنا۔ غیر ملکوں کا سفر نکرنا جو تہذیب اور ساری ترقیوں کی بڑی روکنے والی چیزیں ہیں۔ صرف مذہبی اوہام کے نتیجے ہیں۔ جس میں ہم مسلمان خصوصاً ہندوستان کے مسلمان مبتلا ہیں +

تیسرا سبب اشاعت علوم و فنون کے عام اور آسان وسیلوں کا نہونا بڑا عمدہ وسیلہ ترقی کا ملکی زبان ہے۔ کسی ملک اور کسی قوم نے کچھ بھی ترقی نہیں پائی جب تک اُسی ملک یا اُسی قوم کی عام زبان میں علوم کا عام رواج نہیں ہوا مگر اس سے مسلمانوں نے سخت غفلت کی۔ عام علوم اُنھوں نے عربی زبان میں رکھے اور دنیا کے سارے حصّوں میں جہاں جہاں وہ گئے عربی ہی کو علوم کی کنجی سمجھتے رہے۔ اسواسطے مذہبی اور عقلی اور تمام قسم کے علوم اس فرقہ سے مخصوص رہے جو کہ اول زبان کی مشکل کو طے کرتے اور عالم کہلاتے اور عام لوگ ہمیشہ کاٹھ کے اُلّو رہے +

ہمارے زمانہ میں جو چند مذہبی کتابوں کا ترجمہ دیسی زبان میں ہوا ہے اُس کا یہ اثر ہے کہ ہزاروں مسلمان اُردو خوان ہیں کہ وہ تفسیر۔ حدیث۔ فقہ۔ عقاید۔ تاریخ سے ایسے واقف ہو گئے ہیں کہ تیس برس پہلے شاید سولے دہلی کے مشہور مولویوں کے کوئی اُنسے واقفیت نہ رکھتا تھا۔ اور یہ نتیجہ ملکی زبان میں علوم کے ترجمے ہونے کا ہے +

چھاپہ کا نہ ہونا بھی اگلے زمانہ میں ترقی نہ کرنے کا ایک بڑا سبب تھا چنانچہ اس زمانہ میں جو دکھائی دیتی ہے ہرگز نہوتی اگر یہ عمدہ ہنر ظاہر نہ ہوتا۔ اِسی ہنر کا نتیجہ ہے کہ ریویو اور جرنل اور میگزین اور اخبار اور مختلف قسم کے کاغذات سے ذریعہ سے علوم و فنون کی وہ باتیں عوام میں پھیلی جاتی ہیں جنکو صرف عالم لوگ جانتے تھے اور جس کے سبب سے اب علوم و فنون کا تنزل پانا خیال ہے

نہیں آتا۔ اور معدوم ہونا تو ایک امر محال ہے +

سفر کے ذریعوں کی آسانی بھی ملکی تہذیب کا بڑا سبب ہے انسان کا دل خدا نے ایسا بنایا ہے کہ عمدہ باتوں کے دیکھنے تربیت یافتہ قوم سے ملنے کا اثر ضرور اُس پر پڑتا ہے۔ اور کسی کو اچھا کام کرتے دیکھ کر لامحالہ اُسے پسند کرتا ہے یہاں تک کہ متعصب جاہل سا جاہل بھی اُس سے محروم نہیں رہتا۔ اور یہ بات حاصل نہیں ہوتی جب تک دوسرے ملکوں میں جانے اور غیر قوموں کے ملنے کا اتفاق نہو۔ چونکہ یہ آسانی اگلے زمانہ میں نہ تھی اس لئے ترقی جیسی کہ چاہئیے نہ ہوئی۔ اور اس زمانہ میں علوم و فنون کی جو کچھ ترقی ہے وہ صرف سفر کی آسانی سے ہے۔ اس مبارک زمانہ میں ریل اور تار برقی وہ چیزیں ہیں جنے دنیا کے مختلف ملکوں کو ایک کر دیا اور اُسی کا نتیجہ ہے کہ مختلف قوموں کے خیالات بھی ایک ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ امید ہے کہ ایک ایسا وحدت کا زمانہ آجاوے جس میں کسی چیز میں بھی اختلاف نہ رہے یہاں تک کہ مذہب بھی سب کا ایک ہو جاوے اور غالباً وہ مذہب وہی ہوگا جو نیچر کے مطابق ہو جسے میرے دوست سید احمد خان بہادر ٹھیٹ اسلام کہتے ہیں +

چوتھا سبب جو خاص ہندوستان کے بدنصیب مسلمانوں کے تنزلات کا سبب ہوا ہندوستان کا وطن کر لینا اور اپنے اصلی وطن کو چھوڑ بیٹھنا ہے مسلمان جب کہ ہندوستان میں آئے اُسوقت نہایت تنومند اور سرخ و سفید اور قوی اور تندرست تھے طبیعتیں بھی اُن کی آزاد تھیں۔ دلوں میں بھی اُن کے ایک جوش تھا۔ رسوم کی پابندی کی اُن کو خبر نہ تھی۔ مگر جب ہندوستان کو اپنا وطن بنا

گیا اور اُن قوموں نے ملگئے جو کہ اُنسے قوت میں - دلیری میں - آزادی میں علم میں معاشرت میں کم تھیں اور چھوت اور پرہیز اور رسموں کی پابندی اور تنگ خیالات اُنکے رگ و ریشہ میں سمارہے تھے تو رفتہ رفتہ وہ بھی ویسے ہی ہو گئے اُنکی اصلی حالتیں بالکل بدل گئیں وہ خون جو ابراہیم کی رگوں کا ہم میں تھا بدلگیا وہ ہڈی جو اسمٰعیل کے خون سے بنی تھی بدلگئی وہ دل جسمیں ہاشمی جوش تھا بدلگیا غرضکہ چہرا بدلگیا - رنگ بدلگیا - صورت بدلگئی - سیرت بدل گئی - دل بدل گیا - خیال بدلگیا - یہاں تک کہ مذہب بھی بدل گیا - تمام وہ جوش جو اُٹھے تھے اُس ریتیلے جنگل عرب سے جس نے فارس اور تمام سنٹرل ایشیا کو سرسبز و شاداب کر دیا تھا - ہندوستان میں آکر بی آف بنگال میں ڈوب گئے ؀

اگر اب ہم آیندہ زمانہ کی پیشین گوئی کرنی چاہیں کہ آیندہ کو مسلمانوں کی تہذیب کیسی ہوگی تو ہم کو کسی ترقی یافتہ ملک کے حال پر نظر ڈالنی چاہیئے کہ اُسنے کیونکر ترقی کی - اگر وہی آثار ہماری قوم میں بھی پائے جاویں تو ہم کو ضرور آیندہ کی ترقی کی امید کرنی چاہیئے - ہم یوروپ کا حال دیکھتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں ارسطو کا فلسفہ یوروپ میں جاری تھا اور وہ دین مذہب سے ویسا ہی ملگیا تھا جیسا کہ مسلمانوں کے مذہب سے مختلط ہو رہا ہے - اور جب تک وہ قایم رہا کسی طرح کی مذہبی یا عقلی ترقی یوروپ میں نہیں ہوئی - آخر تیرھویں صدی میں تقلید کے چھوڑنے کی راہ نکلی - چنانچہ روجر بیکن نے جو ۱۲۱۴ء میں پیدا ہوا اور جو حقیقت میں شاگرد مسلمان فلسفیوں کا تھا اپنا پانوں تقلید سے نکالا اور فلسفہ بحثیہ قیاسیہ کو چھوڑ فلسفہ شہودیہ تجربیہ پر متوجہ ہوا - اُسنے بہت سی کتابیں لکھیں مگر جبکہ ارسطو کے فلسفہ لو لوگوں نے غلط جانا تب وہ افلاطون کے فلسفہ پر متوجہ ہوئے - اور اس لئے ترقی فلسفہ کی رُک

گئی - مگر پندرھویں صدی کے شروع میں طلییس اور کپیلا اور ریمس محققوں نے اس فلسفہ کے اصول کے باطل کرنے پر کوشش کی اور تحقیق کی راہ نکالی - مگر جس طرح کہ اس زمانہ کے مسلمان ایسے امور میں تحقیق کو کفر بتاتے ہیں وہی مصیبت اُن بیچاروں پر بھی پڑی بیکن کی تکفیر کا فتوےٰ دیا گیا اور ریمس قتل کیا گیا پھر بڑا انقلاب یوروپ میں ہیئت قدیمہ کی غلطی بیان کرنے اور ہیئت جدیدہ کے ثابت کرنے پر ہوا - اگلے زمانہ میں یوروپ کے لوگ آسمان و زمین کو ویسا ہی مانتے تھے جیسا کہ اب مسلمان بطلیموسی ہیئت کے موافق مانتے ہیں اور یہ مسائل مذہب میں ایسے ہی داخل سمجھے جاتے تھے جیسا کہ اب مسلمان سمجھتے ہیں - مگر کوپرنیکس نے جو کہ پروشیہ کی طرف کا رہنے والا تھا سنہ ۱۵۰۰ء میں چاہا کہ اس ہیئت کی غلطی ظاہر کیجاوے مگر پادریوں اور مذہبی لوگوں کے سبب سے اُسے جرأت نہ ہوتی تھی - آخر سنہ ۱۵۳۰ء میں اُسنے ایک کتاب لکھی مگر اُسکے مشہور کرنے میں بڑا تامل کیا - آخر سنہ ۱۵۴۰ء میں کچھ خلاصہ اُس کا مشہور ہوا - مگر وہ اُسی زمانہ میں مر گیا اور بردلونامی حکیم نے اُسے مشہور کیا - مگر وہ اُسی جرم میں نکالا گیا - اور دینی محکمہ میں اُس کی تحقیقات کی گئی اور اسکو کفر والحاد کے مسائل کا پھیلانے والا ٹھیرایا - آخرش وہ بیچارہ روم میں زندہ جلا گیا - اس قصور میں کہ اُس نے ایک صحیح مسئلہ ہیئت کا زبان سے نکالا تھا سنہ ۱۵۶۴ء میں گلیلو نامی حکیم نے دوربین ایجاد کی اور اس [illegible] کا مگر متعصب پادریوں کو اس سے بڑی برہمی ہوئی - انھوں نے [illegible] آخر ایک حجرۂ تنگ و تاریک میں بند کیا - مگر باوجود اسکے پھر [illegible] تحقیقات کو نہ مذہبی تعصب روک سکا نہ جاہلانہ خیالات [illegible]

اور اب اُسکو وہ رونق ہے کہ اگر اسکے برخلاف ہیئت قدیمہ کا مسئلہ کسی کی زبان
پر آوے تو کیا حکیم - کیا پادری سب اُس آدمی کو پاگل اور دیوانہ بناویں پھر
ارسطو کا فلسفہ جو مذہب میں داخل ہو گیا تھا اور پوپوں کو معصومیت کا درجہ دیا
گیا تھا اور نجات کے فرمان بھیجنے کا اُن کو اختیار تھا اور آسمانی کتابوں کے پڑھنے
اور اُس پر عمل کرنے کی کسی کو اجازت نہ تھی - اس غلط خیال کو نامور لوتھر نے
کھویا مگر جو مصیبت اُس پر اور اُس کی پیروی کرنے والوں پر ہوئی اُسکے سُننے سے
بدن پر رعشہ ہوتا ہے - مگر آخر اُسے کامیابی ہوئی +

یہی حال بجنسہ اب ہم مسلمانوں میں پاتے ہیں - ٹرکی میں مصر میں - اور
ہندوستان میں بھی بعض خداترس آدمی اپنی قوم کی بھلائی کے لئے آمادہ
ہوئے ہیں اور جس طرح کہ اُن یوروپ کے عالموں نے مسایل حکمت کے بیان
میں کوشش کی ہے اسی طرح یہ لوگ بھی کر رہے ہیں پر چونکہ اس زمانہ میں
اصول سلطنت کا دوسرے قاعدہ پر ہے اس سبب سے اُن حق بات کہنے والوں
کو کچھ ضرورت نہیں پہنچی - صرف کفر و الحاد کے فتووں ہی پر خیر گذری ورنہ اُن پر
اُس سے بھی زیادہ سخت مصیبت گذرتی جو اگلوں پر گذری ہے مگر ان تمام حالات
سے آیندہ بہتری کی امید ہوتی ہے +

تمام شد

چاند...

نے اس میں اُن ...

سماء یا سموات آیا ہے۔ اور ...

محاورہ میں لفظ سماء (آسمان) کا مفہوم کیا ہے۔ قیمت ...

## سوانح مولوی روم

اس کتاب میں حضرت مولانا روم زندگی کے نتیجہ خیز واقعات فلسفہ روشنی میں لائے گئے ہیں اور فلسفہ و علم کلام میں اُنکے عظیم الشان ... وسیع بحث کرکے دکھایا گیا ہے کہ مغربی خیال کے مطابق جس علم کلام کی ا... ضرورت ہے اور فلسفۂ جدید کے جو مسائل آج یورپ کی ایجاد سمجھے جاتے ہیں مولانا روم اُسکے بانی ہیں اور مثنوی معنوی میں اُس کی پوری توضیح موجود ہے۔ مؤلفہ مولانا شبلی نعمانی۔ قیمت ... ۱۲

## آثار اکبری

یہ کتاب دار الحکومت فتحپور سیکری اور اُسکے مضافات کی قدیم اور مہتم بالشان اکبر شاہی عمارتوں کی ایک نہایت مفصل تاریخ ہے جسکے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ ہندوستان میں مسلمانوں نے کس شان و شکوہ

اتے ہیں

ں طرز کے موجد

ہے۔ ہندی اور سنسکرت

زبان (اردو) کی بنیاد انھیں سے

اس کتاب (حیات خسرو) میں انکے واقعات زندگی پر ہر پہلو سے روشنی

اور ان کے کلام کے ہر صنف کا مکمل نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ نہایت

عمدہ ہے۔ قیمت ... ۱۲ ؍

رسالہ در حقیقت حدیث نبوی

(دین کو آسان چیز ہے) کی ایک بیشل حکیمانہ تفسیر ہے جسمیں

نصوص صحیحہ سے ثبوت دیا گیا ہے کہ ہمارے اصول نہایت آسان ہیں اور

فروع میں بھی کوئی دشواری نہیں۔ مذہبی احکام میں آجکل جو سخت دشواریاں نظر

آتی ہیں وہ زمانہ انحطاط کے مولویوں کی پیدا کی ہوئی ہیں اسلام کے تمام احکام

اصل میں نہایت سادہ و قریب الفہم ہیں قوم اور ہر ملک کیلئے اسلام کی پابندی

آسان ہے اور ہر حیثیت سے دنیا کے مذہب ہونے کی اس میں صلاحیت موجود